ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان


# ختم نبوۃ


انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۳ ۔ شمارہ نمبر: ۳۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)


## فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

# نعت
## رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ ہی کے جلووں سے ہر طرف اجالا ہے
ظلمتوں سے انساں کو آپؐ نے نکالا ہے
ربط جسم و جاں میں ہے آپؐ ہی کے صدقے میں
اسم پاک سے چلتی ہر نفس کی مالا ہے
جالیوں سے روضے کی چاندنی سی چھنتی ہے
اس کا نور کیا ہوگا؟ نور جس کا ہالا ہے
صرف اتنا سمجھی ہے عقل ٹھوکریں کھا کر
انؐ کی منزل رفعت' رفعتوں سے بالا ہے
تیرگی کے دریا میں غرق ہونے والوں کو
ماہ و کہکشاں کرکے آپؐ نے اچھالا ہے
حسن بے مثال انؐ کا' شان لازوال انؐ کی
انؐ سے برگزیدہ بس ذات حق تعالیٰ ہے
باعث سکون دل حاصل نشان جاں
انؐ کا نام نامی ہے' انؐ کی ذات والا ہے
اس کو دین و دنیا کی ہر خوشی میسر ہے
جس نے عشق احمدؐ کو اپنے دل میں پالا ہے
غرق بحر عصیاں میں کب کے ہوگئے ہوتے
ہم گناہگاروں کو آپؐ نے سنبھالا ہے
انؐ کی اک نظر سے قبل' انؐ کی اک نظر کے بعد
ہر طرف اندھیرا تھا' ہر طرف اجالا ہے
نغمہ اذاں بن کر گونجتا ہے نام انؐ کا
جس طرف نظر ڈالو' انؐ کا بول بالا ہے
معرفت کے دریا کے آپؐ ہی شناور ہیں
بحر علم و حکمت کو آپؐ نے کھنگالا ہے
اک نظر کرم کی ہو حال زار کیفی پر
آپؐ نے تو ذروں کو کہکشاں میں ڈھالا ہے

محمد زکی کیفی
۱۳ مئی ۷۴ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی انٹرنیشنل

# KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۴ ● تاریخ ۲۷ر شعبان المعظم تا ۳ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۲۸ر جنوری تا ۳ر فروری ۱۹۹۵ء

## اس شمارے میں


۱۔ نعت رسول مقبول ﷺ ——— ۲
۲۔ اداریہ ——— ۴
۳۔ انسانیت کی حفاظت ——— ۶
۴۔ خواتین اسلام کے لئے تعلیمات نبویؐ ——— ۹
۵۔ انسان اور انسانیت منزل بہ منزل ——— ۱۰
۶۔ کل کی تاریخ، نسل آدم سے یہ بھی پوچھے گی ——— ۱۵
۷۔ منکرین زکوۃ کے خلاف صدیق اکبرؓ کا جہاد ——— ۱۷
۸۔ مرزا قادیانی علمی پوزیشن (آخری قسط) ——— ۱۹
۹۔ حضرت درخواستیؒ کی مجالس کی خوشبو ——— ۲۱
۱۰۔ امریکہ کی جنسی تعلیم اور عالم اسلام ——— ۲۲
۱۱۔ یہ رواداری ہے یا مذہبی غیرت کا جنازہ ——— ۲۳
۱۲۔ آپ کے مسائل ——— ۲۷


**سرپرست**
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

**مدیر اعلیٰ**
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

**مدیر مسئول**
عبدالرحمن باوا

**مجلس ادارت**
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

**مرتب**
حسین احمد نجیب

**سرکولیشن منیجر**
محمد انور رانا

**قانونی مشیر**
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

**[illegible]**
خوشی محمد انصاری

**رابطہ دفتر**
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

**مرکزی دفتر**
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

**LONDON OFFICE:**
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

**اندرون ملک چندہ**
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

**بیرون ملک چندہ**
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۴۳ بزرٹہ لائن کراچی

# پاکستان میں انگریزی دور حکومت کے احیاء کی کوشش

مسلمانان پاکستان پر اول روز سے دو طبقے حکمرانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک بیوروکریسی (نوکر شاہی) سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا انگریزوں سے غیر مشروط وفاداری کے عوض انگریزی حکومت سے بڑی بڑی جاگیریں حاصل کر کے مراعات یافتہ بن جانے والا طبقہ شمار ہوتا ہے۔ ان دونوں طبقوں کی نگاہ میں انگریزی قانون کے مقابلے میں نہ اسلامی قانون کی کوئی اہمیت ہے نہ دینی و اخلاقی قدروں کی کوئی وقعت ہے۔ ان کی حکومت کے زیر سایہ ناموس رسالت کی توہین کرنے والوں کو باعزت بری کردیا جاتا ہے۔ اور حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فکر و نظر اور عمل و کردار میں خوف خدا کا گزر نہیں ہوتا۔ حالانکہ ذوالجلال والاکرام اور ذوالبطش والانتقام بھی اللہ رب العزت کی صفات میں سے ہے اور اس کی ذات جبار و قہار بھی ہے۔ پاکستان کو وجود میں آئے نصف صدی کے قریب ہونے کو ہے مگر جس اسلام کے نام پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اس کو یہاں بازیچہ اطفال بنادیا گیا۔ قرآن و سنت کا مذاق اڑانے والوں کو ایوان حکومت کا قرب حاصل رہا۔ اسلامی قوانین کو ظالمانہ کہتے ہوئے حکمرانوں کی زبانوں میں ذرہ برابر لرزش پیدا نہیں ہوتی۔ انگریز اور امریکہ کی خوشنودی کے لئے مسلم معاشرے میں مغرب کی اخلاق باختہ تہذیب پھیلانے میں تمام نشریاتی ذرائع کام میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے ارتدادی مہم میں عیسائی مشنری ادارے اور قادیانی دن رات مصروف ہیں۔ افسوس کہ حکمران ایسے گروہوں کی سرپرستی کو فخر سمجھتے ہیں اور اس کو اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت قرار دیتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام کے نام لیوا مسلمانوں پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کرنا یہاں ایک مشغلہ ہو کر رہ گیا ہے۔ وراثت انبیاء علیہم السلام کے حاملین علماء کرام کے وقعت و احترام کو عام مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے ان کی تذلیل و توہین کا ہر حربہ استعمال کرنا حکمرانوں کے لئے معمول کی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ اس زندہ تابندہ حقیقت سے سب ہی واقف ہیں کہ تقریباً دو سو سال تک انگریزی سامراج کی اس معاملے میں ساری کوششیں ناکام رہیں اور نصف صدی کے قریب پاکستان میں وہی تجربہ بے اثر و بے نتیجہ ثابت ہو چکا ہے۔ امریکہ اور مغرب کے سیمیناروں اور نشریاتی تجزیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بوریہ نشینوں کے وجود سے مغرب کے چنگاریوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں اور اسلامی بیداری کے خوف سے پورا مغرب کانپ رہا ہے۔

حکومت پاکستان کے ذمہ داروں کے لئے صحیح راستہ تو یہی تھا کہ آئین پاکستان کے مطابق حکومتی اداروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے اور مسلم معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے اقدامات بتدریج شروع کرتے مگر افسوس کہ اس کے بجائے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے خلاف بنائے گئے ظالمانہ انگریزی قوانین کو سختی کے ساتھ یہاں نافذ کرنے کی نوید سنائی جارہی ہے۔ اس ضمن میں دو اقدامات خاص طور پر اہل فکر کے لئے قابل توجہ ہیں :

ا۔ وزارت داخلہ کی طرف سے ۱۸۶۰ء کے ’دینی مدارس کے خلاف بنائے گئے انگریزی قانون کے حوالہ سے مدارس پر سرکاری کنٹرول حاصل کرنے کے لئے دو قدم اٹھائے گئے۔ پہلے ایک حکم نامہ کے ذریعہ دینی مدارس کی نئی رجسٹریشن پر پابندی عائد کردی گئی اور سابقہ رجسٹریشن کی تجدید سے متعلقہ اداروں کو روک دیا گیا۔ اور ساتھ ہی چاروں صوبائی پولیس سربراہان کو دینی مدارس میں طاقت کے استعمال کا اجازت نامہ عطا کردیا گیا۔ حکومت پنجاب نے تو بڑی تیزی سے منصوبہ بندی بھی شروع کردی اور دینی مدارس پر مجسٹریٹ مسلط کرنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ سول سروس اور پولیس کے اعلیٰ عہدوں میں قادیانیوں کے اثر و نفوذ کے پیش نظر دینی اداروں پر قادیانی تسلط کی راہیں پیدا ہو گئی ہیں۔

اور اب تازہ ترین اخباری اطلاع کے مطابق وزیر داخلہ میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر نے اعلان کیا ہے کہ فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے ملک بھر میں دینی مدرسوں کی رجسٹریشن کے بعد ان کے اکاؤنٹ آڈٹ کئے جائیں گے‘ دینی مدرسوں کو ریگولیٹ کرنے کے لئے بہت جلد ایک بل اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا کہ ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے حکومت متعدد اقدامات پر غور کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نیا قانون بنانے کے بعد دینی مدرسوں کے لئے رجسٹریشن اور اکاؤنٹ کی آڈیٹنگ کو لازمی قرار دے دیا جائے گا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲/جنوری ۱۹۹۵ء)

گزشتہ چند ماہ سے علماء کرام اور دینی مدارس کے بارے میں حکومت کے ذمہ داروں کے بیانات و اقدامات حیرت و تعجب کا باعث بن رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے یا دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور اسلامی تہذیب و معاشرت کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ ڈالنے کی گہری منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی عسکری شکست کے بعد سرعام درختوں سے پھانسی کے پھندے لٹکا دیئے گئے تھے اور ہزاروں مسلمانوں کو ان کے حوالے کر کے ختم کردیا گیا۔ علماء کرام کو گرفتار کر کے پہلے سزائے موت سنائی پھر جزائر انڈمان (کالے پانی) جلاوطن کردیا گیا۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جیسے حضرات کے سروں کی قیمت لگائی گئی۔ حاجی صاحب رحمہ اللہ مکہ مکرمہ ہجرت پر مجبور ہوئے‘ اور بانی دارالعلوم مسلسل سفر میں۔ اب کچھ عرصہ سے مخالفین کے سروں کی قیمت کے اس انگریزی قانون کے نفاذ کا اعلان ہورہا ہے۔ کسی بھی حیثیت سے ایسے قانون کا اجراء گوارا کرلیا جاتا ہے‘ تو اس بات کا شدید خطرہ نظر آتا ہے کہ الجزائر اور مصر وغیرہ ملکوں کی طرح کہیں علماء کرام اور رہنمایان دین کو اس کا اصل نشانہ نہ بنالیا جائے۔

حکومت کے ذمہ دار حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بعد کے انگریزی دور حکومت کے احیاء کی کوشش سے بہتر ہے کہ حالات کے سدھار اور امن و امان کی خاطر خلوص

دل سے اسلامی قانون تعزیرات کو ملک میں نافذ کرنے کا تجربہ روبہ عمل لائیں۔ اس کے لئے سعودی عرب اور سوڈان میں ماہرین کے وفود بھیجے جائیں تاکہ وہاں کے امن و امان کا بغور جائزہ لے کر اس کی روشنی میں پاکستان میں اقدامات کئے جاسکیں۔

علماء کرام اور دینی رہنماؤں پر موجودہ حالات میں بڑی بھاری ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ ملک میں مختلف طبقات میں ٹکراؤ کی جو کیفیت پیدا ہو چلی ہے تدبر اور حکمت کے ساتھ اس میں افہام و تفہیم پیدا کرنے کی راہ تلاش کریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اکبر اور جہانگیر کے دین الٰہی کے خلاف کے مقابلے میں جس راہ کو اختیار کیا انشاء اللہ اب بھی وہی طریقہ کارگر اور فائدہ مند ثابت ہوگا اور ۱۸۵۷ء کے بعد کے انگریزی دور حکومت کے احیاء کی کوشش کو بھی ناکام بنایا جاسکتا ہے۔

# چیچنیا۔ روسی عفریت کے لئے دوسرا افغانستان

سوویت روس نے آج سے تقریباً ستر برس پہلے جن مسلمان علاقوں پر زبردستی قبضہ کیا تھا ان میں قوقاز یا قفقاز کے مسلمانوں کا وسیع ترین علاقہ بھی شامل تھا۔ جس کے ایک چھوٹے سے علاقے کو روسیوں نے چیچنیا (شیشان) کے نام سے روسی سسٹم کے تحت ایک جمہوریہ بنادیا تھا۔ افغانستان میں عبرت ناک شکست کے نتیجے میں روسی معیشت تباہ ہوگئی تو اس نے اپنی بہت سی جمہوریاؤں کو داخلی خود مختاری دے دی۔ ان جمہوریاؤں میں ماوراء النہر یا ترکستان کی پانچ جمہوریاؤں تاجکستان' ازبکستان' ترکمانستان اور آذربائی جان مسلمان آبادی والے علاقوں پر مشتمل ہیں' آرمینیا عیسائی جمہوریہ ہے۔ داخلی خود مختاری کے باوجود ابھی تک ان جمہوریاؤں میں حکمرانی کیمونسٹ عناصر کے ہاتھوں میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں افغان جہاد کے اثرات کے طور پر جہادی قوتیں مصروف پیکار ہیں۔ آج کے میڈیا کی خبروں میں چیچنیا کا نام بھی کسی نے نہ سنا تھا کہ اچانک تیل کی دولت سے مالامال جمہوریہ چیچنیا کی خبریں سرفہرست نمایاں ہو کر نشریاتی ذرائع کا موضوع بن گئیں۔ انقلاب روس سے پہلے شمالی و جنوبی قوقاز کا علاقہ کرجستان' داغستان اور ملک چرکس کے نام سے موسوم تھا۔ روسیوں نے اس خطے کو آٹھ چھوٹے چھوٹے کیونوں میں تقسیم کرکے ان کو جمہوریہ کا نام دے دیا۔ اگرچہ تین سال قبل جمہوریہ چیچنیا (شیشان) نے آزادی کا اعلان کرکے اپنی آزاد و خود مختار حیثیت اختیار کرلی تھی مگر اب اچانک روس نے اس پر حملہ کردیا۔ اور روسی عفریت نے زمینی و فضائی اسلحہ کی بے پناہ طاقت کے ساتھ مسلم آبادی کے اس چھوٹے سے نئے آزاد ہونے والے ملک پر یلغار کردی۔ روس کے تجربہ کار جرنلوں نے اس یلغار کی سخت مخالفت بھی کی مگر حملہ ہو کر رہا۔ ٹینکوں' بکتربند گاڑیوں' لڑاکا بمبار طیاروں اور دیوہیکل ہیلی کاپٹروں سے لیس روسی افواج کے مقابلے میں نہتے مٹھی بھر مسلمان صرف ہاتھوں میں کلاشنکوفیں لئے قوت ایمانی کا مظاہرہ کرنے نکلے اور ایک ہفتہ سے بھی کم لڑائی میں سرزمین چیچنیا کو روسیوں کا قبرستان بنادیا۔ نشریاتی اداروں کی رپورٹوں کے مطابق ہر طرف روسی فوجیوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ ایک ہزار سے زائد فوجی' آفیسرز اور کرنل' جنرل گرفتار کرلئے گئے اور سیکڑوں ٹینک اور بکتربند گاڑیاں تباہ کردی گئیں اور آج چیچنیا کے پاس روس کے چھینے ہوئے کم از کم پچاس ٹینکوں پر مشتمل آرمڈ فورس تیار ہوگئی ہے۔ افغانستان کے شکست خوردہ روسی فوجی چیچنیا کے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو افغانستان میں پاکستانی مسلمانوں کی سرفروشی کے آئینے میں دیکھ کر گھبرا گئے اور اپنی اس نئی تباہی کی ذمہ داری پاکستانی مسلمانوں پر ڈالنے کے لئے چیخ رہے ہیں۔ روسی حکومت دو مرتبہ پاکستان سے اس سلسلے میں احتجاج کرچکی ہے کہ چیچنیا میں پاکستانی مسلمان لڑائی میں شریک ہیں۔ حالانکہ حکومت پاکستان اس الزام کی واضح تردید کرچکی ہے مگر روسیوں کو ابھی تک یقین نہیں آرہا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کفر کے پجاری اسلامی روح کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہ یقین و ایمان کی قوت سے ناآشنا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی روح جب کسی قوم میں بیدار ہوتی ہے اور وہ یقین و ایمان سے مسلح ہو کر میدان کارزار میں اترتی ہے تو باطل کے پجاری یہ تمیز کھو بیٹھتے ہیں کہ یہ متوالے کس خطہ زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کشمیر ہو یا بوسنیا' افغانستان ہو یا فلسطین' الجزائر ہو یا سوڈان ہر جگہ' ہر خطہ میں ان متوالوں کا ایک ہی انداز ہوتا ہے' ایک ہی مزاج بن جاتا ہے۔ اور قوقاز کے ان مسلمانوں کے ایمانی جذبہ اور جہادی قوت کو تو روسی صدیوں سے آزمارہے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں مغرب کے کفریہ مفادات کے محافظ حکمرانوں کے لئے اس میں بہت سے عبرت آمیز سبق پنہاں ہیں۔ بہرحال افغانستان کے بعد چیچنیا کے مسلمانوں نے ایمانی قوت کے ساتھ ستر سال بعد جہاد کا سبق پھر دہرایا ہے۔ اور علامہ اقبال کے اس شعر کو سچ کر دکھایا ہے کہ۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اور اس حقیقت کو بھی آشکارا کردیا کہ۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

چیچنیا روس کے لئے تیل کا اہم علاقہ ہے' وہ اس خطے سے باآسانی دست بردار ہونے کو تیار نہ ہوگا۔ اور مزید قوت کے ساتھ حملے شروع کرے گا۔ ہماری تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ چیچنیا کے مسلمانوں کو روس کے نرغے میں تنہا نہ رہنے دیں۔ دامے' درمے' قدمے' سخنے ہر طریقے سے ان کی امداد و تعاون کی راہیں اختیار کریں۔ علماء کرام اور خطباء حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ اثر اور جمعہ کے خطبوں اور وعظوں میں اس طرف پوری توجہ مبذول فرمائیں۔

# یورپین ممالک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" خالص دینی تنظیم ہے۔ اس کا واحد مقصد جعلی قادیانی نبوت کے ہرکاروں اور مبلغوں کے اسلام کے نام پر اس دجل و فریب کا پردہ فاش کرنا ہے' جس کے ذریعے وہ سیدھے سادے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اور اسلام کا لیبل لگا کر امت محمدیہ سے ان کو خارج کرکے قادیانیت کی جہنم میں گرانے کی سعی نامشکور میں مصروف ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے ہزاروں مسلمان یورپ کے مختلف ممالک میں قیام پذیر ہیں۔ اسلام سے ان میں سے بہت سوں کا تعلق محض جذباتی حد تک ہوتا ہے۔ قادیانی ہرکارے اور مبلغ اپنے اثر و رسوخ اور دیگر طریقوں سے ایسے لوگوں کو اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کرکے اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ یورپی ملکوں میں کچھ لوگ اس جال میں پھنس گئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانثار ایسے لوگوں کو حقیقت حال بتاکر حلقہ بگوش اسلام رہنے اور کرنے کی فکر لے کر قریہ قریہ' شہر شہر پھرتے ہیں۔ جس کے الحمدللہ برطانیہ' جرمنی اور دیگر علاقوں میں بہت اچھے اثرات سامنے آئے ہیں۔ لوگ قادیانیت کی حقیقت سے واقف ہو رہے ہیں اور بھولنے والے پھر سے امت محمد عربی ﷺ میں جڑنے لگے ہیں۔ برطانیہ کے بعد جرمنی میں بہت اچھے اثرات ظاہر ہوئے ہیں۔ ایک زمانے میں جرمنی قادیانی مرکز کو سب سے زیادہ مالی امداد دینے والا ملک تھا۔ مگر اب قادیانی اخبار الفضل ربوہ کی رپورٹ کے مطابق مرزا طاہر نے ستمبر تا نومبر ۱۹۹۴ء کو ہفت الفضل لندن میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ اب جرمنی سے مالی امداد میں بہت کمی ہوگئی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

# انسانیت کی حفاظت

## احساس و شعور رکھنے والوں کی ذمہ داری

یہ تقریر ہندوستان کے موجودہ حالات میں اصلاح کی کوشش م.. ہنمائی کی غرض لئے ہوئے ہے چونکہ ہمارے ملک میں موجودہ وہ ہی صورت درپیش ہے لہٰذا ہر دردمند و اصلاح کے خواہشمند حضرات کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے۔
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

۱؍ اکتوبر کو مقامی سہکار تا بھون میں ہندو مسلمانوں کے ایک بڑے منتخب مجمع سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے خطاب فرمایا' نہ صرف پورا ہال کھچا کھچ بھرا تھا بلکہ ہال سے باہر بھی بڑی تعداد میں لوگ ذوق و شوق سے تقریریں سن رہے تھے عرصہ کے بعد ایسا مجمع دیکھنے میں آیا تھا' ذرائع ابلاغ نے بھی بڑے پیمانے پر اس جلسے کے پیغام کو پہونچایا۔ بی بی سی ریڈیو اور اسکے اسٹار ٹی وی نے رپورٹنگ کی۔

### ایک چونکا دینے والی آیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم' بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' فلولا کان من القرون من قبلکم اولو بقیة ینھون عن الفساد فی الارض' الا قلیلا ممن انجینا منھم' واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین'

میرے عزیز بھائیو' میرے دوستو' میرے ہم وطنو! میں اگر الفاظ کے بجائے اپنی تقریر آنسوؤں سے کر سکتا اور زبان کے بجائے میں آپ کے سامنے اپنا دل نکال کر رکھ سکتا' اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں (اس کو کسی شاعرانہ مبالغے پر محمول نہ کیا جائے) کہ میں ہندوستان کے ضمیر کو آپ کے سامنے لاکر کھڑا کر سکتا' یہ ہندوستان کا ضمیر آپ سے بولے' آپ کا ملک آپ سے مخاطب ہو' وہ آنسوؤں سے بھی' آہوں سے بھی' شکایتوں سے بھی اور پیار و محبت سے بھی آپ سے بات کرے' ان میں سے کوئی بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ اس لیے میں الفاظ سے اللہ کی توفیق سے اس جذبہ اور درد کی بناء پر جو میرا ذاتی جذبہ ہے اس میں کوئی سیاسی مقصد' کوئی مادی فائدہ' کوئی شہرت' کوئی ناموری نہیں ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔

میں نے ابھی آپ کے سامنے قرآن شریف کی آیت پڑھی ہے وہ چونکا دینے والی آیت ہے' اللہ فرماتا ہے' تم سے پہلے جو صدیاں اور نسلیں گذری ہیں ان میں جب تباہی اور بربادی آئی اثار کی پچھلی اور دولت کا جو دور دورہ ہوا' اور اس کے ساتھ ساتھ جذبات پرستی' حیوانیت پرستی' اور طاقت پرستی کا جو دور دورہ ہوا' ان میں سے کچھ بچے کھچے لوگ کہاں تھے جن میں کچھ بچا کھچا احساس ہوتا۔ اولو بقیۃ ایسا قرآنی لفظ ہے کہ اس کا ترجمہ ہمارے ہندوستان کے مترجموں کے لیے مشکل ہو گیا۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ دہلوی نے اس کا ترجمہ صاحب شعور سے کیا ہے' کچھ احساس و شعور رکھنے والے کہاں تھے۔ اس وقت میدان میں آتے اور اس صورت حال کا مقابلہ کرتے'

### جب انسانی نسل خود کشی پر آمادہ تھی

حضرات! میں ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اس انسانی نسل پر ایسے وقت اور ایسے دور آئے ہیں جو صاف نظر آرہا تھا اور معلوم ہو رہا تھا کہ اب یہ انسانی نسل مٹا کر رکھ دی جائے گی اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ اور انسانی نسل خود کشی پر آمادہ ہے جن کو خدا نے ذرا بھی دیکھنے والی نگاہ عطا فرمائی تھی' اور جن کو واقعات سے نتائج نکالنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے دی تھی وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ پوری کی پوری نسل انسانی خود کشی پر آمادہ ہے' وہ قسم کھائے ہوئے ہے کہ ہم اپنا نشان باقی نہیں رکھیں گے' اس وقت کوئی پیشین گوئی کرنے والا پیشین گوئی کر سکتا تھا کہ چند برسوں کی بات ہے جب آدمی کو تلاش کرنا پڑے گا' آدمی کو تلاش کرنے کے لیے بھی آدمی چاہیے' اور تلاش کرنے والا آدمی بھی نہیں ملے گا' تلاش کون کرے اور تلاش کس کو کرے یہ الگ بات ہے' مثال کے طور پر اگر آپ گبن کی کتاب پڑھ لیں جس کا تمام دنیا میں ڈنکا بج رہا تھا' اور روم من لا کا نام دنیا میں گونج رہا تھا' جس سے قانون سازوں نے فائدہ اٹھایا ہے' ایسے ہی ساسانیوں کی تاریخ آپ پڑھ لیجئے' تو معلوم ہو گا کہ ایسے کئی دور اس دنیا میں آئے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان ایک کہانی بن کر رہ جائے گا۔ اور کہانی بھی پڑھے گا کون' پڑھنے والے کہاں سے آئیں گے' ایسا ہوا کہ اگر آپ حیوانیات کی تاریخ میں جائیں' کیڑے مکوڑوں کی یا پرندوں کی تاریخ میں جائیں تو معلوم ہو گا کہ ایسے بھی جانور ہیں جن کی نسل ختم ہو گئی' کتابوں میں پڑھنے میں آتا ہے کہ فلاں فلاں چڑیا اور فلاں قسم کا جانور تھا اور اب وہ دنیا میں دیکھنے میں نہیں ملتا' ایسے ہی انسانوں کے ساتھ ہو گا' آخر یہ نسل کیسے بچی۔

### انسانیت کے محسن

تو ہوا یہ کہ جن زمانوں پر دورہ پڑا خود کشی کا اور ضمیر کشی اور شرافت کشی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ اس وقت خدا کے کچھ ایسے بندے پیدا ہوئے جن پر اصلاح کا دورہ پڑ گیا۔ یہ انسانی تاریخ سب سے زیادہ ممنون اور شکر گزار اور زیر بار احسان ہے خدا کے پیغمبروں کی' جن کے سامنے صرف انسانوں کے بچانے کا مقصد تھا خدا کا ڈر اور اس کا خوف تھا۔ خدا کے خوف کے سوا کوئی خوف نہیں تھا اور خدا کی خوشی اور اس کے راضی ہونے کے سوا کوئی لالچ نہیں تھی' دنیا کی تاریخ گواہ ہے' بڑی سے بڑی دولت اور شاہنشاہی تو کیا میں کہتا ہوں کہ اگر ان کا نام لوں' اس سلسلہ میں نام تو زبان سے لینا مشکل ہے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے غلاموں نے اس کو ٹھکرا دیا۔ اور صاف کہدیا کہ ہم تو اس کو دیکھنے کے بھی روادار نہیں' تمہاری دولت تم کو مبارک ہو' ہم تو انسانوں کے خادم ہیں' جیسا کہ ابھی ہمارے عزیز پروفیسر یونس نگرامی نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خواجہ فرید الدین رحمہ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص قینچی لیکر آیا تو انھوں نے کہا کہ یہاں قینچی کا کام نہیں ہے یہاں سوئی کا کام ہے۔ یہاں ٹوٹے ہوئے دلوں کے جوڑنے کا کام ہوتا ہے۔ کاٹنے کا کام نہیں ہوتا قینچی لے جاؤ اپنے ساتھ اگر تم یہاں سوئی لائے ہوتے تو سوئی لیتے۔

میں صاف کہتا ہوں' خدا کے ایک گناہ گار بندے کی حیثیت سے کہ ساری دنیا جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان پیغمبروں اور ان کے غلاموں کا نتیجہ ہے جو ہر ملک میں پہونچے اور انھوں نے انسانیت و وحدت کا پیغام سنایا۔ خدا کے خوف و خشیت اور انسانیت کی محبت کا پیغام سنایا اپنا کھانا پینا بھول گئے انکو بعض مرتبہ کئی کئی روز فاقے کرنے پڑے' نہ کھانے کا ہوش تھا نہ کپڑوں کا بس صرف یہ فکر تھی کہ خدا کی اس مخلوق کو سینہ سے لگائیں اور انکو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں کہ یہ آدمیوں کی طرح رہ رہے ہیں جانوروں کی طرح نہیں رہ رہے ہیں کہ بھیڑیا بھیڑیئے پر حملہ کر رہا ہے اور چیتا چیتے پر حملہ کر رہا ہے۔ میں نے بعض جگہ کہا کہ ہم نے نہیں سنا کہ چیتوں نے چیتوں پر حملہ کیا ہو' کہیں اخبار میں خبر چھپی ہو کہ چار سو چیتے گئے اور ادھر سے چیتوں کا قافلہ آرہا تھا اس نے اس پر حملہ کر دیا' شیروں نے شیروں پر حملہ کیا ہو' اور مجھے اس مہذب مجلس میں معاف کیا جائے کہ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی محلے کے کتوں نے دوسرے محلے کے کتوں پر حملہ کیا ہو۔ اور کہیں کے سانپوں

نے سانپوں پر حملہ کیا ہو' کہیں کے بچھوؤں نے بچھوؤں پر حملہ کیا ہو۔ لیکن یہ کیا غضب ہے خدا کا کہ انسان انسان پر حملہ کرتا ہے آخر کس لئے اس لیے کہ اس وقت چار چیزوں کی پرستش ہو رہی ہے۔

## جغرافیائی نقشہ کے بجائے اخلاقی نقشہ

ایک دولت' ایک طاقت' ایک سیاست اور ایک فرقہ واریت' یہ چار معبود ہیں' جن کے سامنے جھکنے اور ان کو پالنے کے لیے سب کچھ کر گزرنے کے لیے ہر شخص تیار ہے' مجھے افسوس ہے کہ ہندوستان کا جو جغرافیائی نقشہ بنتا ہے' یہ ہمالیہ پہاڑ ہے' یہ دریائے گنگا ہے' یہ فلاں صوبہ ہے' یہ کرناٹک ہے' یہ یوپی ہے' یہ بہار ہے اور یہ بنگال ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسا نقشہ نہیں بنا ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہو کہ یہ لالچ کا پہاڑ کھڑا ہے' یہ انسان کشی کا دریا بہہ رہا ہے۔ اور یہ دولت پرستی کا طوفان آرہا ہے۔ اور یہ سیاست کے لیے سب کچھ کر گزرنے اور تمام صداقتوں اور اخلاقی معیاروں کو بالکل بھول جانے کا مرض پیدا ہو گیا ہے' میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے اسکالر ہوں جو ہندوستان کا ایسا نقشہ بھی کھینچیں' اخلاقی نقشہ ابھی تک نہیں بنا' ایک ٹیم ایسی ہونی چاہئے جو حالات کو سامنے رکھ کر ایک نقشہ بنائے' جس میں بتایا گیا ہو کہ دولت کی پوجا اس حد تک پہنچ گئی ہے اور اس کی بلندی یہ ہے اور اس وقت طاقت کی پوجا اس حد تک پہونچ گئی ہے' اس وقت انسان کشی اور نفرت کی وبا اس حد تک پہونچ گئی ہے' ان سب کا گراف بنائے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیز کہاں تک پہنچ گئی اگر آج وہ نقشہ ہوتا تو کچھ کہنے کے بجائے بس یہ نقشہ سامنے رکھدیا جائے اور [illegible] زبان میں لکھدیا جائے کہ یہ طاقت کی پوجا ہے' یہ دولت کی پوجا ہے' یہ سیاست کی پوجا ہے' اس کی خاطر سب کچھ کرلینا معقول اور جائز ہے۔ اور یہ کہ پسندیدہ جہیز اور مطلوبہ رقم نہ لانے پر معصوم لڑکیوں' اپنی بہنوں' اپنی بھتیجیوں' بھانجیوں کو (کتنے رشتے بتائے جائیں) قتل کردیا جائے نیشنل پریس کی رپورٹ کے مطابق صرف دہلی میں ہر بارہ گھنٹے پر ایک بیاہی ہوئی دلہن صرف اس لئے ماردی اور جلادی جاتی ہے کہ وہ اتنا جہیز لیکر نہیں آئی ہے۔ اتنا چیک بینک کا لیکر نہیں آئی۔ آپ دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کہ ایسی حرکت کرنے والوں کو اللہ پسند کرے گا۔ اس کی ذات تو بہت اونچی ہے' برداشت کرنے کا سوال کیا' آپ کو یہ بات برداشت ہوگی' حقائق کو برداشت ہوگی' خدا نے جو فطرت بنائی ہے' جس پر یہ دنیا چل رہی ہے' بہرحال یہ دنیا کھانے پینے پر چل رہی ہے' کھانے پینے کا یہاں انتظام ہونا چاہئے علاج کا انتظام ہونا چاہئے' موسم ہونا چاہئے' حفظان صحت کے اصول بھی ہونے چاہئیں' تو اس اخلاقی حالت میں یہ دنیا چل سکتی ہے۔

## اس ملک کو دیوانوں کی ضرورت ہے

اس وقت اس دنیا میں جو کچھ بھی کمی ہے وہ یہ کہ ایسے لوگ جن پر یہ دورہ پڑ جائے میں معذرت کرتا ہوں اور اپنے ضمیر سے بھی معافی چاہتا ہوں۔ کہ میں اس کے لیے دورہ اور ہسٹریا کا لفظ استعمال کر رہا ہوں کہ وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اور ان کے ذہن پر حاوی اور سوار ہو جاتے ہیں اور دل کے اندر بیٹھ جاتی ہے کہ یہ جو خرابی پھیلی ہوئی ہے اس کو دور کرنا چاہئے اس کے بغیر ہم رہ نہیں سکتے' اس کے بغیر کھانے میں مزا نہیں آسکتا' اس کے بغیر اپنے یہاں شادی کی تقریبات نہیں کرسکتے' اس کے لئے کچھ دیوانے چاہئے اور کم سے کم میں کہتا ہوں کہ گاندھی جی کے برابر کی سطح کا بھی کوئی انسان ایسا ہوتا جو اس کے لئے پد یاترا کرتا' اس کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیتا سو پچاس کی تعداد میں بھی ہمیں وہ سیاسی اور وہ مذہبی انسان نظر نہیں آتے' اور نہ ہی ملک کے ہمدرد' مخلص بلکہ ملک دوست اور ملک پر جان دینے والے ہمیں نظر آتے ہیں کہ یہ لوگ میدان میں نکل آئیں' اور کہیں کہ یہ نہیں ہوسکتا اور پیسے کی پوجا اس حد تک ہو اور مجلسوں کا یہ موضوع سخن بن گیا ہے کہ یہ کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک رشوت نہ دی جائے اس میں کسی محکمے کی تخصیص نہیں اور پھر یہ کہ طاقت حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ کرنا جائز ہے' توڑنا جائز ہے' اور جان پر کھیل جانا جائز ہے بس ہمیں طاقت حاصل ہو جائے۔

## ملک ہے تو سب کچھ ہے

میرے بھائی طاقت کس لئے ہے' ملک ہے تو سب کچھ ہے' ملک اگر کرپٹ اور اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو گیا اور ضمیر بالکل مرگیا' اچھے برے میں کوئی تمیز نہیں رہی اور حد یہ ہے کہ انسان باہر سے آئے بچے ان سے سب لپٹ لپٹ کر لے تو وہ کچھ خوش نہیں ہوئے انھوں نے بچوں کو پیار نہیں کیا کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے دن کے بعد آئے' وہ کہنے لگے کہ ہمیں اطمینان نہیں کہ کبھی کوئی فساد ہو جائے اور یہ بچے مارے جائیں اور یہ بچے تڑپ رہے ہوں' روز اخبار پڑھتا رہتا ہوں میرے دماغ میں ہے کہ نہ جانے کب رات ہو جائے اور گھروں تک پہنچ جائے اور یہ بچے خون میں تڑپتے ہوئے نظر آئیں۔

## انسانیت کی محبت' ایثار و قربانی اور استغنا کی دولت

یاد رکھئے ہم نے بار بار کہا ہے کہ اس ملک کو تین چیزیں بچاسکتی ہیں اور پھر کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔ وہ یہ کہ ایک تو اس کو جمہوریت بچائے گی' دوسری چیز عدم تشدد اور تیسری چیز اس کو صحیح حب الوطنی ہے' اس کے بغیر یہ ملک بچنے والا نہیں ہے' کسی ملک کا بڑا ہونا' بڑی آبادی کا ہونا دوستوں کا ہونا بالکل کافی نہیں ہے' تاریخ بتاتی ہے کہ ان سب پر بالکل پانی پھر جاتا ہے اور یہ چیزیں جلا کر خاک کردی جاتی ہیں' جب کسی ملک پر ادبار اور زوال آتا ہے تو یہ چیزیں کچھ کام نہیں آتیں' کام آتا ہے خدا کا خوف' کچھ انسانیت کی محبت ایثار و قربانی اور استغنا کی دولت کہ کچھ مل جائے ہم کو کہیں کی سلطنت اور دولت مل جائے ہم کو' جام جمشید کی سلطنت اور سکندر کی سلطنت بھی مل جائے جب بھی ہم اصول کے خلاف نہیں کرسکتے یہ آج تک جو انسانیت برقرار ہے کچھ اصولوں کی پیروی کی وجہ سے برقرار ہے اور کچھ خدا کے ان بندوں کی موجودگی کی وجہ سے برقرار ہے' جن کے دل تڑپ رہے ہیں' اور جو آنسو بہا رہے ہیں اور جن سے جو ہوسکتا ہے وہ کر رہے ہیں' ہمیں خدا سے امید ہے کہ میدان میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے۔

## پوری انسانیت کو بچانا آپ کا فرض ہے

بہرحال اس وقت سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس وقت ملک کو بچانے کی فکر کی جائے ملک بچا تو سو کچھ ہے' ہمارے ہندوستان میں ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ عالم عربی کو ہندوستان کی ان ہستیوں پر فخر ہے اور پورے عالم اسلام اور عالم عربی میں ان کا جواب نہیں اور میں صاف کہتا ہوں کہ آپ اپنے ملک کا نام اونچا کیجئے بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ آپ اپنے ملک نیز پوری دنیا کو بربادی سے روکئے اور نئی جنگ عظیم کو چھیڑنے اور نئی ایٹمی جنگ سے روکیے اور یورپ و امریکہ کی تہذیبوں میں جو خلل پیدا ہو گیا ہے اور ان میں جو کیڑے لگ گئے ہیں اور جس طرح یہ وبائی بیماریوں میں مبتلا ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہذیبیں بھی زیادہ دنوں تک بچنے والی نہیں' آپ کا یہ فرض تھا۔ اللہ نے آپ کو یہ موقع دیا تھا۔ خدا نے یہاں ایسے مصلح ریفارمر پیدا کئے۔ اور خدا ترس انسان اور ایسے روحانی پیشوا پیدا کئے کہ جنھوں نے اس ملک کو نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کو پیغام دیا اور انھوں نے فائدہ اٹھایا آپ کا فرض تھا کہ آپ امریکہ اور یورپ کو بچاتے' اور ان کی تہذیب جن کو اس وقت کیڑا لگ گیا ہے' زہر پیدا ہو گیا ہے' اور بس اس وقت دم توڑنے کے لئے تیار ہے' ان کا پروپیگنڈہ اور ان کے جو ذرائع ہیں ان کے آلات اور ان کی ٹکنالوجی' ان کا سائنس یہ چیزیں ان کو دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں' جو وہاں زیادہ دن رہے ہیں اور رہتے ہیں ان سے آپ پوچھئے وہ کہتے ہیں کہ یہاں کی تہذیب بیمار ہو گئی ہے اور اب وہ کچھ دنوں کی مہمان ہے وہ خود کشی کرلے گی اور ان ملکوں کا انجام یہی ہوگا جو تاریخ میں بہت سے ملکوں کی تہذیبوں کا ہوا۔

## اس ملک کو ڈوبنے سے بچایئے

بھائیو! ایسے معزز حضرات کی موجودگی میں مجھے بہت زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں' میں آپ سے پھر کہتا ہوں' سیدھی سی بات یہ ہے کہ اس ملک پر دورہ پڑا ہے دولت پرستی کا' طاقت پرستی کا' سیاست پرستی کا اور فرقہ پرستی کا' آپ اس دورہ کے مقابلہ میں دورہ لایئے' دورہ پیدا کیجئے' اصلاح کا' محبت کا' صلح و آشتی کا' اور انسانیت کے احترام کا' تب تو یہ ملک بچے گا اور یہاں رہنے میں کچھ لطف آئے گا اور اس ملک کا نام روشن ہوگا' اور اس کی دوسرے ملکوں میں عزت بھی ہوگی' اس کے لئے ہندوستان کی ایک تاریخ ہے' اور اگر

یہ نہیں ہے تو پھر یاد رکھئے کہ پھر یہ دولت کسی کے کام نہیں آئے گی' یہ غلط فہمی ہوتی ہے انسان کو کہ میں اس وقت فائدہ اٹھاؤں گا' وہ جتنا فائدہ اٹھائے گا اس کو اتنا ہی تاوان دینا پڑے گا۔ جب معاشرہ میں کوئی برائی پھیلتی ہے تو پھر ایک شخص تک وہ محدود نہیں رہتی' یہ تجربہ ہے اور یہ فطرت ہے' اللہ نے نیچر بنائی کہ فائدہ جب ہوتا ہے جب سب فائدہ میں شریک ہوں' سب کو فائدہ پہونچ سکے' تنہا ایک آدمی کا قارون بن جانا' ہامان بن جانا' سکندر بن جانا کافی نہیں ہوتا' اس کا انجام تاریخ نے اور ہم نے آپ نے دیکھا ہے' بس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت سب سے ضروری کام یہ ہے کہ سب اپنے کام کرتے رہئے۔ لکھنے پڑھنے کے کام کیجئے' سیاست کے بھی کام کرتے رہئے لیکن کچھ دیوانے ایسے ہونے چاہئیں جو اصلی سیانے ہیں' جو اس ملک کو ڈوبنے سے بچائیں اور باہر نکل آئیں' اپنا کھانا پینا بھول جائیں' اور وہ ملک کو محسوس کرائیں کہ' یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا ہے' اگر ہم نے اپنا طرز عمل نہیں بدلا تو زندہ نہیں رہیں گے' یہ اتنے سخت حضرات ہندوستان میں ہیں' ہمارے سیاسی لیڈر اور اخلاقی معلمین ہیں' یونیورسٹیوں اور کالجوں کے پروفیسرز ہیں' ہمارے جرنلسٹس ہیں'۔

## صحافت کا کردار

جب میں نے جرنلسٹس کہہ دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس فساد میں بہت بڑا سبب جرنلزم کا بھی ہے' ایک مرتبہ اسی لکھنؤ میں ایڈیٹری کانفرنس ہوئی تھی اور ان کا ایک بہت بڑا وفد ہمارے ندوہ میں آیا تھا۔ تو میں نے ان کے سامنے فارسی کا ایک شعر پڑھا۔ فارسی کی غزل کا شعر ہے۔

زیر قدمت ہزار جان است
آہستہ خرام بلکہ مخرام

دیکھو اے محبوب! تمھارے قدم کے نیچے ہزار جانیں ہیں' آہستہ چلو یا بالکل نہ چلو۔

زیر قلمت ہزار جان است
آہستہ خرام بلکہ مخرام

آپ کے قلم کے نیچے ہزاروں جانیں ہیں۔ آپ آہستہ سے قلم چلایئے بلکہ نہ چلایئے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ یہ ساری دنیا' یہ ساری عمارتیں اور یہ سارے کام احساس تناسب پر چلتے ہیں۔ ہمارے اخبارات کے یہاں بالکل احساس تناسب نہیں۔ کوئی ذرا سی چیز ہوگی تو اس کو اتنا پھیلا کر دیں گے اور کوئی بہت بڑی چیز ہوگی اس کا بالکل ذکر نہیں کریں گے۔ اگر بیماری بڑھ رہی ہے تو اس کو دنیا چاہئے کہ کس تناسب سے بڑھ رہی ہے تاکہ اس کا علاج کیا جاسکے۔ میں وہاؤں کا نام نہیں لیتا لوگ اس وقت بہت ڈرے ہوئے ہیں' اگر کوئی چیز پھیل رہی ہے تو اس کو صحیح حقائق کے ساتھ دینا چاہئے بطور مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ کلکتہ میں پرسنل لا بورڈ کا جلسہ ہوا' وہاں شہید منار میدان ہے جہاں جلسہ ہوا' تو میں نے کئی آدمیوں سے پوچھا کہ کتنے آدمی ہوں گے تو کسی نے کہا کہ پانچ لاکھ آدمی سے کم نہیں ہوں گے' علاقوں سے لوگ بسوں میں بھر کر آئے ہیں' پورا میدان بھرا ہوا تھا۔ جلسہ ختم ہوا مجھے صبح ہی آسنسول جانا تھا' میں نے چلتے وقت کلکتہ کے تمام بڑے اخبارات خریدے' اس میں خبر تھی چند سو مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے' اسی طرح بمبئی میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے جلسے میں مسلمانوں کی تعداد غیر معمولی تھی' لیکن انگریزی اخبارات نے خبر کو بہت معمولی طریقہ سے پیش کیا۔

## اصل ہے انسانی ضمیر اور اخلاقی اصول

حضرات! دولت کی پوجا اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ جو غلط کام کرانا چاہو کرالو۔ فلاں فرقہ کا نام لو اور کہوں کہ ہم فلاں ذات برادری کے ہیں' اور جو غلط کام کرانا چاہو وہ کرالو' اس جرم میں کہ یہ مسلمان ہے اس کے ساتھ ناانصافی کی جائے۔ ہندو ہے تو انصاف کیا جائے۔ اصل ہے اصول و صداقت اور خدا کا خوف' اصل ہے انسان کا ضمیر اور اخلاقی اصول' ان کے سامنے ذاتیں کچھ نہیں ہیں' اسلام میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب انسان برابر ہیں۔" "الٰی اباکم واحد الٰی ربکم واحد۔ تمہارا رب بھی ایک ہے اور باپ بھی ایک"۔ لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی"۔ کسی عرب کو غیر عرب پر اور کسی غیر عرب کو کسی عرب پر کوئی فضیلت نہیں' سب خوبی اس کے عمل اور اصول کی ہے۔ اگر کوئی اصول پر عمل کرتا ہو تو وہ سر پر بٹھانے کے قابل ہے اور کوئی عمل نہیں کرتا تو اس کو رد کر دینا چاہئے۔ ملک کو بچانے کے لیے اس وقت یہ پیام انسانیت کا جلسہ ہے' اور پھر ایک ایسا منتخب مجموعہ' اور پھر اس کا انتظام' اور پھر جس طرح حاضری ہوئی۔ جس درجے کے ہمارے مہمان مقررین مدعوین حضرات شریک ہیں' ان سب سے یہ امید کرنی چاہئے کہ یہاں سے یہ ارادہ کر کے نکلیں گے کہ آپ اصول کا ساتھ دیں گے' انسانی ضمیر کی ترجمانی کریں گے اور آپ کو اپنے مذہب' اخلاقیات اور اپنی تاریخ اور یہاں کی تعلیمات اور جو روایات اس ملک کی رہی ہیں' ان کے مطابق آپ اس ملک کو بربادی و تباہی سے بچائیں گے' اور اس ملک کو دنیا میں ایک لیڈر شپ کا ایک قائدانہ کردار ادا کرنے کا موقع دیں گے' میں آپ سے صاف کہتا ہوں۔

## زمانہ آپ کا منتظر ہے

دنیا کے ایک سیاح کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ آج دنیا کو انتظار ہے ایک ایسے قائد کا' اور آج پوری دنیا میں خلا ہے۔ ایک شگاف پڑا ہوا ہے کہ سب کچھ ہے' تہذیب ہے' ترقیات ہیں' تمدن ہے' دولت ہے' فوجیں ہیں لیکن اخلاق نہیں ہے۔ شکاگو میں ایک کانفرنس ہوئی تھی' میں اس میں بھی گیا تھا۔ اس میں تمام مذاہب کے نمائندے موجود تھے' میرا مضمون بھی چھپا تھا اور پڑھا بھی گیا تھا' وہاں بھی یہ حال ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے' یہاں کا جو رند ہے اس کو لغزش مستانہ نہیں ہے۔ وہ گرے گا تو یہ دیکھ کر گرے گا کہ زمین صاف ہے یا نہیں' کپڑے خراب تو نہیں ہوں گے' اور میں کس کروٹ گروں گا' مجھے چوٹ نہ آئے۔ یہ نہیں ہے بلکہ رند تو وہ ہے جو پروانہ کرے کہ اس پر کیا گزرے گی۔ ایسے رندوں کی ضرورت ہے جو اپنی اور اپنے خاندان کی پروانہ کرے' کسی چوٹ کی اور کسی مالی نقصان کی' اور حکومت کے کسی منصب سے ہٹنے کی' اور وہ ملک کو دیکھیں اور کسی چیز کو نہ دیکھیں' اگر ایسا عنصر اس ملک میں رہتا ہے تو یہ ملک بچے گا۔ میں آپ سے صاف کہتا ہوں' ورنہ بڑا خطرہ ہے' آئندہ نسلیں ہماری اور آپ کی شکایت کریں گی۔ اور ہمیں مجرم گردانیں گی کہ انھوں نے اس ملک کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ اپنے ساتھ بھی ناانصافی ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے ساتھ بھی ناانصافی ہے' اور اس ملک کے ساتھ بھی ناانصافی ہے' اس ملک کے ہمارے اوپر اتنے احسانات ہیں' یہیں کی ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں' یہیں کا پانی ہم پیتے ہیں یہیں کی چیز ہم کھاتے ہیں' خدا نے ہم کو یہاں پیدا کیا۔

## مسلمانوں کی ذمہ داری

میں مسلمانوں سے صاف کہتا ہوں کہ خدا نے آپ کو کہاں کہاں سے بھیجا۔ اس لئے بھیجا ہے کہ صرف یہاں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں؟ آپ پر ذمہ داری ہے اگر کوئی

باقی ص ۱۹ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۳۵۸۰۳

محمد نعمان حسن زکریا، رحیم یار خان

# خواتین اسلام کیلئے تعلیمات نبوی ﷺ

اسلام نے عورت کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر عزت و احترام کی بلندی بخشی بیٹی کو زندہ درگور ہونے کی منزل سے اٹھا کر باپ کے معزز کندھوں پر بٹھایا' بیوی کو گھر کی ملکہ کا لقب دیا عورت۔ جو جانوروں سے بھی کمتر سمجھی جاتی تھی اسے ماں' بہن' بیٹی' بیوی کی حیثیت سے اپنی اپنی جگہ اعلیٰ ترین حقوق دیئے۔ عورت جس کو کپڑوں تک سے محروم رکھا جاتا تھا اسے باپ' بھائی اور شوہر کی وراثت سے حصہ دار قرار دے دیا۔ اسلام کی بیٹیو! تم پر تو اسلام کے بہت احسان ہیں۔ تم فاطمۃ الزہرا کے نقش قدم پر چلو۔ اگر تم نے اسلام کا احسان نہ مانا اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا کو ناراض کردیا تو ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن فاطمۃ الزہرا کہہ دیں کہ یہ میری راہ پر نہیں' ان کو میرے قریب مت آنے دو تو۔

کل جنہیں چھو بھی نہیں سکتی تھی ستاروں کی نظر
وائے آج وہ رونق بازار بنی پھرتی ہیں

## معصوم بچی کا حسرت ناک واقعہ

حضور ﷺ کے سامنے ایک صحابیؓ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی آپ بیتی سنائی۔ اس کا حسرت ناک نقشہ کچھ اس انداز سے کھینچا کہ آپ ﷺ بے قرار ہوگئے۔ صحابیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے میں غرق تھے۔ ہمیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔ ہم اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے اور اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کردیتے تھے۔ یارسول اللہ! (ﷺ) میری ایک بہت پیاری بچی تھی۔ جب بھی اس کو بلاتا وہ دوڑ کر میرے پاس آجاتی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا۔ وہ ہنستی ہوئی میرے پاس آئی۔ میں اس کو اپنے ساتھ لے کر چلا۔ میں آگے تھا وہ میرے پیچھے دوڑتی آرہی تھی۔ کچھ ہی فاصلہ پر ایک گہرا کنواں تھا۔ میں کنویں کے پاس پہنچا۔ رک گیا۔ پھر یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے اپنی بچی کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر اسی کنویں میں پھینک دیا۔ میری معصوم بچی کنویں سے چیختی رہی اور بڑی درد بھری آواز سے مجھے ابا ابا کہہ پکارتی رہی لیکن مجھ کو رحم نہ آیا۔ یہ اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ درد بھری داستان سنی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ دوسرے صحابیؓ نے ان کو برا بھلا کہا کہ یہ دردناک آپ بیتی سنا کر حضور ﷺ کو دکھ پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب سنا تو فرمایا انہیں کچھ نہ کہو ان پر جو مصیبت پڑی ہے اس کا علاج پوچھنے آئے ہیں۔ پھر انہی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ایک بار پھر آپ بیتی سناؤ۔ صحابیؓ نے دوبارہ اپنی دردناک آپ بیتی سنائی تو آنحضرت ﷺ کا عجیب حال تھا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو رواں تھے۔ اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ آپ ﷺ رو رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ تم اسلام لے آئے تو اس کی برکت سے زمانہ جاہلیت کے سارے گناہ معاف ہوگئے۔ جاؤ اب اچھے کام کرو۔

## حدیث رسول اللہ ﷺ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"دینے اور عطا کرنے کے معاملے میں اپنی سب اولاد سے مساوات اور برابری کا معاملہ کرو اور اگر میں اس معاملے میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو ترجیح دیتا یعنی اگر مساوات ضروری نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ حصہ دیا جائے۔" (الطبرانی)

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اے اسماءؓ جب لڑکی بالغ ہوجائے تو سوائے اس کے اور اس کے (آپ ﷺ نے اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا) اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"(عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے) جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔" (ترمذی)

حضرت بقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ۔

"میری بیوی بڑی بدزبان ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"اس کو طلاق دے دے۔"

میں نے عرض کیا۔

"اس سے میری اولاد ہے اور قدیمی محبت۔"

فرمایا۔

"اس کو نصیحت کر اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی تو تیری نصیحت قبول کرے گی اور اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مت مار۔" (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے جہنم دکھائی گئی۔ اس میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ خاوند کی نافرمانی کرتی تھیں (ان کا قاعدہ یہ ہے) اگر تمام عمر ان کے ساتھ احسان کرو' ایک بات ناگوار گزرے تو کہتی ہیں میں نے تجھ سے کبھی نیک سلوک نہیں دیکھا۔" (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"کسی بیوہ کا نکاح اس سے بغیر مشورہ کے نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔"

صحابہؓ نے پوچھا۔

"اس کی اجازت کیونکر ہے۔"

فرمایا۔

"خاموشی۔" (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"دنیا مال و متاع ہے اور دنیا کا بہترین متاع نیک عورت ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"جو عورت پانچوں نمازیں پڑھے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔" (ابونعیم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"جس قوم نے عورت کو اپنا حکمران بنایا وہ قوم فلاح نہیں پائے گی۔"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اپنی زینت غیر جگہ ظاہر کرنے والی عورت کی مثال قیامت کے اندھیرے جیسی ہے' جس میں نور نہیں ہے۔" (ترمذی)

حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں۔ ابن مکتومؓ آگئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ وہ اندھے ہیں' ہم کو نہیں دیکھ سکتے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

باقی ص ۲۶ پر

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

# انسان اور انسانیت منزل بہ منزل

## انسان کیا ہے؟

لوگ کہتے ہیں مٹی کا پتلا ہے' اس میں جان ڈال دی گئی' وہ بولنے لگا منطق پڑھنے والے کہتے ہیں' انسان ایسا جان دار ہے جس کو عقل عطا کی گئی جس سے وہ برے بھلے کو پہچانتا ہے' اور سوچ سمجھ کر نتیجے اخذ کرتا ہے' چیزیں ایجاد کرتا ہے' لیکن دنیا میں جاندار اور بھی ہیں' انسان کا درجہ ان سب سے اونچا کیوں ہے' کیا صرف عقل کی وجہ سے؟

اگر اس کی بڑائی صرف عقل کی وجہ سے ہے تو یہ جو تمام جانداروں پر قبضہ جماتا ہے' دنیا کی ہر ایک چیز کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے' کسی کو کاٹتا ہے' کسی کو توڑتا ہے' کسی چیز کو جلاتا ہے' کسی چیز کو پگھلاتا ہے' سمندروں میں تیرتا ہے' فضا میں اڑتا ہے' اور اب چاند تاروں پر بھی قبضہ جمانا چاہتا ہے' تو اس کا یہ قبضہ اور تصرف کہاں تک درست ہے' کیا یہ جبر و قہر اور ظلم نہیں ہے؟ کیا یہ قبضہ غاصبانہ اور یہ تصرف ظالمانہ نہیں ہے؟ کیا اس کو عقل اس لئے دی گئی ہے کہ وہ ظلم اور جبر و قہر کرسکے' اس عقل کو ہم نعمت اور رحمت مانیں یا عذاب اور مصیبت سمجھیں کہ ساری مخلوق کو اپنے شکنجہ میں کس رہی ہے۔ منطق اس کا کوئی جواب نہیں دیتی۔

ہم نے قرآن شریف کا مطالعہ کیا قرآن شریف میں اس کا جواب موجود ہے۔

قرآن حکیم بتاتا ہے کہ اس تمام مخلوق کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے اپنی مرضی سے اس تمام مخلوق کو پیدا کیا' زمین' آسمان' چاند' سورج' سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں جس کو جیسا چاہا بنایا اور اپنے کام پر لگا دیا۔ اسی خدا نے انسان کو پیدا کیا' اس کو عقل اور سمجھ دی اس کو علم دیا اور اسی نے انسان کو پوری کائنات میں اپنا نائب بنا دیا۔

(سورہ بقرہ آیت ۳۰)

اسی نے اس کو ایسی صلاحیت اور ایسی طاقت بخش دی کہ زمین و آسمان کی کسی بھی چیز پر وہ قبضہ کرسکتا ہے۔ اور اس کو اپنے کام میں لاسکتا ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اسی کے لئے مسخر کردیں۔

(سورہ جاثیہ ۲۵ آیت ۱۳)

لہٰذا انسان کا یہ قبضہ غاصبانہ اور یہ تصرف جابرانہ نہیں ہے بلکہ یہ تصرف جائز اور یہ قبضہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کارندہ اپنے مالک کی طرف سے قبضہ کیا کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ انسان کی حقیقت قرآن شریف نے یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ (نائب) ہے۔ اسکی بڑائی صرف عقل کی وجہ سے نہیں ہے' بلکہ اس لئے ہے کہ اس کو نیابت کا منصب عطا ہوا ہے۔

## یہ مٹی کا پتلا! کیا ہے؟

یہ ہمارا بدن جس کو ہم مٹی کا پتلا کہتے ہیں' کیا یہی انسان ہے؟ ہر شخص جواب دے گا۔ یہ انسان نہیں ہے' یہ صرف قالب ہے' انسان کچھ اور ہے۔

یہ قالب گھٹتا ہے' بڑھتا ہے' پرانا پڑجاتا ہے کبھی اس کا کوئی حصہ کٹ جاتا ہے مگر "زید" جس کا یہ قالب ہے' وہ نہیں بدلتا۔ زید بچپن میں بھی زید تھا' جوانی میں بھی زید ہی رہا۔ بوڑھا ہوگیا تب بھی زید ہی ہے۔ وہ بیمار پڑا تب بھی زید تھا۔ اسکی بینائی جاتی رہی تب بھی زید رہا۔ آنکھیں بنوالیں اور چشمہ لگا کر دیکھنے لگا تب بھی زید ہی ہے۔ یہ زید انسان ہے۔ یہ جب بھی تھا جب یہ مٹی کا پتلا اس کا قالب نہیں بنا تھا۔ اور جب بھی رہے گا جب یہ مٹی کا قالب اس سے الگ ہوجائیگا۔

## زندگی کیا ہے؟

لوگ کہتے ہیں۔ بہت خفیف سا قطرہ یا کیڑا تھا۔ ماں کے پیٹ میں اس نے بڑھنا شروع کیا وہ بچہ بن گیا۔ پیدا ہوا۔ بڑھا جوان ہوا۔ بوڑھا ہوا۔ یہ زندگی ہے۔ مگر یہ تو اس قالب کی سرگذشت ہے زید جس کو ہم انسان کہتے ہیں وہ تو کچھ اور ہے۔

جب یہ قالب ختم ہوا تو کیا زید بھی ختم ہوگیا۔ موت صرف قالب کی آئی۔ فنا صرف قالب ہوا۔ یا انسان بھی فنا ہوگیا؟

خود ہمارے دل کی آواز یہی ہے اور دنیا میں جو بھی مذہب ہے وہ یہی کہتا ہے کہ زید فنا نہیں ہوا۔ موت کا مطلب ہے کہ زید اپنے خاکی قالب سے جدا ہوگیا۔ موت انتقال ہے یعنی زید ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہوجاتا ہے موت فنا نہیں ہے۔

## مرنے کے بعد؟

اچھا! اگر موت فنا نہیں ہے۔ زید مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے تو اس بقاء کا نام کیا ہے؟ مرنے کے بعد باقی رہے گا تو کہاں رہے گا؟ کس طرح رہے گا۔ آرام سے رہے گا یا تکلیف سے؟

آرام ملے گا تو کس طرح؟ تکلیف ہوگی تو کیوں ہوگی کس طرح ہوگی؟

موجودہ زندگی کا تعلق اس سے کیا ہوگا؟

اس زندگی میں جو کچھ کیا ہے اس کا کوئی اثر موت کے بعد ہوگا؟

اگر اثر ہوگا تو کس عمل کا اثر کیا ہوگا؟

کون سے عمل کرنے چاہئیں جن کے اثر اچھے ہوں۔ وہ عمل کس طرح کرنے چاہئیں؟ کون سے عمل نہیں کرنے چاہئیں؟

اگر ہماری عقل اور سمجھ کا تقاضا ہے کہ جہاں ہمیں پہنچنا ہے وہاں کی باتیں معلوم کرلیں اور رات کی اندھیری ختم ہونے کے بعد جو کل کا دن آنے والا ہے اس کا انتظام آج کرلیں تو ہمارے لئے لازم ہوجاتا ہے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں اور سب سے پہلی فرصت میں اور فرصت نہ ہو تب بھی فرصت نکال کر ان سوالات کے جواب معلوم کرلیں۔

## کس سے معلوم کریں؟

اگر کوئی شخص یورپ گیا ہو تو اس سے یورپ کی باتیں معلوم کی جاسکتی ہیں لیکن اگر یورپ کوئی نہ گیا ہو یا جو یورپ گیا ہو وہ کبھی واپس نہ آیا ہو تو کس سے معلوم کریں؟

یورپ کی باتیں معلوم کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ہمیں یورپ جانا نہ ہو لیکن جب ہمیں جانا ہے اور ضرور جانا ہے اور وہاں جاکر رہنا ہے اور اتنا رہنا ہے کہ اس کی کوئی مدت معین نہیں' ساری عمر وہیں رہنا ہے تو ہم سے زیادہ کوئی نادان' اور غافل نہ ہوگا اگر ہم یورپ کی باتیں معلوم نہ کریں اور تمام حالات کی پوری پوری تحقیق نہ کرلیں۔

ہماری دانشمندی یہی ہوگی کہ ہم جہاں تک معلوم کرسکیں ہر چیز کی تحقیق کرلیں' مگر یہ سوال پھر لوٹ آیا کہ کس سے معلوم کریں۔

## عقل کی رہنمائی

ہمیں عقل پر بہت ناز ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ عقل ایسی نعمت ہے کہ اس پر ناز کرنا چاہئے۔ مگر سب باتیں عقل سے نہیں معلوم کی جاسکتیں۔

اس شخص کو عقلمند نہیں بے وقوف کہا جائے گا جو یورپ کی باتیں عقل سے معلوم کرنا چاہے اور قصر بکنگھم کا نقشہ اپنی عقل سے کھینچنے لگے۔ عقل وہاں کام کرتی ہے جہاں

مشاہدہ یا تجربہ ہوتا ہے۔ تجربہ بھی مشاہدہ ہی سے ہوتا ہے۔ جہاں مشاہدے کچھ بھی نہ ہوں وہاں عقل کام نہیں کر سکتی ٹرین کی گڑگڑاہٹ یا سیٹی کی آواز سنیں یا انجن کا دھواں دیکھ لیں تب تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ٹرین گذر رہی ہے۔ ورنہ سیکڑوں ٹرینیں آتی جاتی رہتی ہیں آپ کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ عقل بے چاری غافل رہتی ہے' پھر عجیب بات ہے کہ مشاہدہ کے بعد بھی جو فیصلہ عقل سے کرتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً"

۱۔ بجلی فین جب چلتا ہے تو ہمارا مشاہدہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی پنکھڑی نہیں ہے۔ حالانکہ یہ مشاہدہ غلط ہے۔

۲۔ ہماری آنکھوں کے سامنے مشاہدہ کی سب سے بڑی چیز آفتاب ہے۔ نکلتا ہے' چڑھتا ہے' غروب ہوتا ہے' ہم روز بلا ناغہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ مگر آفتاب گھوم رہا ہے یا زمین۔ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ آفتاب گھوم رہا ہے ہم چاند تاروں کو چلتے دیکھتے ہیں' مشاہدہ کرتے ہیں' دنیا کے بڑے بڑے عقلمند اسی مشاہدہ پر بھروسہ کرتے رہے۔ اسی مشاہدہ کی بنا پر انہوں نے ہیئت اور نجوم جیسے فنون ایجاد کئے۔ ہزاروں برس تک ان فنون کی دھاک بیٹھی رہی۔ بڑے بڑے ذہین اور سمجھدار علماء نے اپنی ساری ساری عمریں ان فنون کے ایجاد کرنے پھر پڑھنے پڑھانے میں صرف کیں۔ ان فنون کی بنیاد پر اصطرلاب' زائچے اور رصد گاہیں تیار کی گئیں۔ بڑی بڑی حکومتوں نے ان فنون کی سرپرستی کی۔ بے شمار دولت ان فنون کی ترقی پر صرف کی گئی لیکن اب تحقیق یہ ہے کہ یہ جو کچھ تھا سب غلط تھا جو مشاہدہ تھا وہ حقیقت نہیں تھا فریب نظر تھا کیونکہ آسمان کا تو وجود ہی نہیں ہے اور گھومنے والا آفتاب نہیں ہے بلکہ زمین گھوم رہی ہے۔

۳۔ ہماری عقل سب کچھ جانتی ہے مگر یہ نہیں جانتی کہ خود عقل کیا ہے اور ہماری جان کی حقیقت کیا ہے۔؟

مطلب یہ ہے کہ سب سے قریب کی چیز جان ہے اور عالم مشاہدہ میں سب سے بڑا آفتاب ہے۔ ہماری عقل دونوں کے بارے میں درماندہ اور عاجز ہے اور اتنا بڑا دھوکا کھا چکی ہے کہ اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔

۴۔ دنیا کے عقلمندوں کا فیصلہ تھا اور ہمارا مشاہدہ بھی یہی ہے کہ "حرکت" کا کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔ ہمارے الفاظ اور ہماری آواز بھی زبان اور گلے کے پٹھوں کی حرکت کا اثر ہے۔ یہ بھی فوراً "ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کے باقی رہنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس شخص کو بے وقوف اور بے عقل سمجھا جاتا تھا جو ان کے باقی رہنے کی بات کہتا تھا مگر سائنس کی جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ جس کو بے وقوفی سمجھا جاتا تھا وہ حماقت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ہمارے الفاظ باقی رہتے ہیں۔ ان کو ہم ریکارڈ کر سکتے ہیں۔ ٹیلی ویژن نے ہماری حرکت کے لئے بھی بقاء کا فیصلہ کر دیا ہے۔

ہمارے ہر ایک عمل کا ایک اثر ہے۔ ایک لفظ سے ہم کسی کو ناراض کر دیتے ہیں کسی کو خوش کر دیتے ہیں۔ ہمارا ایک ہی لفظ بھی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اگر ایک ہی لفظ باغیانہ ہو تو ایک لفظ کی بناء پر پھانسی بھی دی جاسکتی ہے۔

اب عقل کی رہنمائی ناکافی' ہر ایک عمل کی تاثیر لازمی۔ موت فنا نہیں۔ موت صرف ایک پل ہے جس پر سے انسان گذرتا ہے تو دوسرے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ اس عالم میں پہنچ کر کیا ہو گا۔ اس کا جواب کون دے؟

## فطرت مددگار ہے

بچہ پیدا ہوا۔ وہ صرف رونا جانتا ہے۔ اور کسی بات کی اس کو خبر نہیں۔ وہ بے بس ہے بہت کمزور ہے۔ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کی زندگی غذا پر موقوف ہے مگر یہ نہ کھانا جانتا ہے' نہ کھا سکتا ہے اور اتنا کمزور ہے کہ بڑے آدمی کی غذا وہ برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ روٹی کا ٹکڑا جو بڑے آدمی کی زندگی کا سہارا ہوتا ہے اس کے لئے موت کا پیغام بن جاتا ہے۔

لیکن جس قدرت نے اس کو قطرہ سے بڑھا کر بچہ بنایا وہ یہاں بھی اس کی مدد کر رہی ہے۔

ماں کی مامتا بے چین ہوتی ہے کہ اس ننھے سے بچے کو چھاتی سے لگائے تو خاص اس جگہ جہاں اس کا منہ رہتا ہے۔ قدرت نے ایک فوارہ بنا دیا ہے۔ جیسے ہی یہ بچہ پیدا ہوا اس فوارہ میں بچہ کی غذا اکٹھی ہو گئی۔ جو نہایت ہلکی اس کی طاقت اور اس کی صحت کے لئے سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ مناسب ہے۔

یہ بچہ کچھ نہیں جانتا مگر یہ خوب جانتا ہے بلکہ اس کا ماہر ہے کہ وہ اس فوارہ کو کس طرح چوسے اور کس طرح اس لطیف غذا کو اپنے پیٹ تک پہنچائے۔

یہ اس کو کس نے سکھایا؟ یہ قدرت کی مدد ہے۔ اور اس کی فطری تعلیم بچہ کو ہوا کی ضرورت ہے۔ سردیوں میں گھاس کی ضرورت ہے۔ دھوپ کی ضرورت ہے۔ اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتا اسکو محافظ اور نگراں کی ضرورت ہے۔

قدرت نے ماں کی فطرت میں وہ محبت بھر دی کہ اس نے نہ صرف ایک خدمت گذار کی طرح بلکہ فداکار اور جاں نثار بن کر ہنسی خوشی اس کی ہر ایک خدمت انجام دی۔ اپنا تمام چین اور آرام اس کی خدمت اور راحت پر قربان کر دیا۔

فطرت نے باپ کو شفقت اور محبت کا ایسا پتلا بنا دیا کہ اس نے بچہ کی حفاظت' پرورش اس کی تعلیم و تربیت اور ترقی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔

بہنوں اور بھائیوں میں وہ امنگ پیدا کر دی کہ یہ بچہ ان کا محبوب مشغلہ اور بہت ہی پیارا کھلونا بن گیا۔ وہ ہر وقت اس میں مشغول رہتے ہیں اور اس کے رنج سے رنجیدہ اور خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کو خوش کرنے کے لئے اسی جیسے بچے بن جاتے ہیں۔

## فطرت رہنما اور معلم ہوتی ہے

یہ فطرت کی رہنمائی تھی کہ بچہ کو دودھ چوسنا سکھایا' قدرت کی فطری رہنمائی سے بچہ نے غذا حاصل کی۔ بدن میں طاقت آئی تو یہ صرف قدرت کی مدد اور اس کی رہنمائی ہے کہ بچہ میں شناخت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ چلنا پھرنا تو درکنار بچہ خود سے اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ زبان ابھی خاموش ہے۔ صرف حلق سے ہوں ہوں کرلیتا ہے۔ مگر آنکھوں اور کانوں کی طاقت میں ایسی پختگی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ ماں باپ کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔ بہن بھائی جو اس سے محبت کرتے ہیں ان کو بھی پہچانتا ہے خوشی خوشی ان کی گود میں چلا جاتا ہے۔ جن کو نہیں پہچانتا ان سے وحشت کھاتا ہے۔ یہ بچہ کی حفاظت کے لئے قدرت کی رہنمائی ہے۔

ہم اگر عربی یا انگریزی بولنا چاہتے ہیں تو اس زبان کی گرامر یاد کرتے ہیں۔ ریڈر پڑھتے ہیں تب کچھ بول سکتے ہیں۔ مگر قدرت کی یہ رہنمائی ہے کہ ماں باپ کی زبان بچہ بغیر کسی گرامر کے سیکھ جاتا ہے۔ قدرت نے جب بچہ کو پہچانے کی طاقت بخشی تو ساتھ ساتھ ایک بات کا شوق بھی دلا دیا۔ یہ ہے نقل اتارنے کا شوق۔

زبان ابھی قابو میں نہیں ہے۔ مگر بچہ چاہتا ہے کہ جو سنے زبان سے اس کو ادا کرے۔ وہ پورا لفظ ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتا کوئی ایک حرف ادا کر سکتا ہے تو اسی کو ادا کرتا ہے' پھر اسکی مشق کرتا ہے۔ اس کے ادھورے لفظ کو اس کے ماں باپ سنتے ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہنسنے لگتے ہیں۔ مگر بچہ ہمت نہیں ہارتا برابر کوشش کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ کچھ عرصہ میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جس طرح اس کے ماں باپ اور مربی و سرپرست بولتے ہیں یہ بھی بولنے لگتا ہے۔

یہ مدد اور تعلیم کی دوسری قسم ہے۔ جو فطرت اور قدرت کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعلیم کا فطری طریقہ یہ ہے کہ فطرت نمونہ پیش کر دیتی ہے۔ اس نمونہ کی نقل اتارنے کی مشق ہو جاتی ہے تو اس کو علم اور سیکھنا کہتے ہیں۔

## ترقی پذیر شہری زندگی اور فطرت کی مدد اور رہنمائی

اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی انسان رہتے ہیں۔ مگر کس طرح رہتے ہیں' کیا کھاتے ہیں کیا پہنتے ہیں۔ آپ کو اگر کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر جانے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ آپ کے پالتو مویشی کی زندگی اور ان پہاڑی انسانوں کی زندگی میں فرق بہت ہی کم ہوتا ہے۔

یہ پہاڑی انسان پہاڑی کھوہ "بھٹی" یا چھوٹے سے چھپر میں رات گذارتے ہیں۔ جانوروں کی کھال جس پر بال موجود ہوتے ہیں یا ٹاٹ کی طرح اون کے بنے ہوئے کمبل ان کی پوشاک ہوتی ہے۔ کرتے یا پاجامے بھی کمبل ہی جیسے کپڑے کے ہوتے ہیں۔ شکاری جانوروں کا گوشت درختوں کے پھل ابلے ہوئے چاول لوہہ کی سی موٹی روٹی ان کی خوراک ہوتی ہے۔ خالی نمک یا پیاز یا گڑ جیسی کوئی میٹھی چیز یا

سل پر رگڑی ہوئی لسن پیاز کی چٹنی سالن کا کام دیتی ہے۔ کوئی مہمان آتا ہے تو اس کے لئے سبزی کی بھاجی بنالیتے ہیں۔ یہ ان کا تکلف ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کی شروع کی زندگی ایسی ہی تھی بلکہ اس سے بھی پست تھی۔ روٹی سالن یا چٹنی تو کیا اسے گیہوں چاول اور آٹے کی بھی خبر نہیں تھی۔ کاتنا اور بننا بھی وہ نہیں جانتا تھا۔ چلنے پھل تو اسے یہ بھی خبر نہیں تھی کہ اگر کوئی مرجائے تو اس کی لاش کو کس طرح ٹھکانے لگانا چاہئے۔

اس شروع کی زندگی کا اب صرف تصور ہی کیا جاسکتا ہے کہیں اس کا نمونہ دیکھا نہیں جاسکتا۔

بہرحال آپ اس سب سے پہلی زندگی کا تصور کیجئے پھر اپنے زمانے کی دیہاتی زندگی قصباتی زندگی پھر شہری پھر ہندوستانی زندگی پھر کسی زیادہ ترقی یافتہ ملک کی شہر زندگی پر نظر ڈالئے۔ یہ بے شمار منزلیں کس طرح طے ہوئیں۔

جواب یہی ہوگا انسانی دماغ کام کرتا رہا۔ ضرورتیں سامنے آتی رہیں' ایجادیں ہوتی رہیں اور دنیا ترقی کرتے کرتے اس منزل پر پہنچ گئی۔

یہ جواب درست ہے لیکن لفظ ایجاد تحقیق طلب ہے۔ ایجاد کیسے ہوتی ہے؟ آپ تحقیق فرمایئے' ایک اہم سوال ہے۔

## ایجاد اور فطری الہام

۱۔ رات کی بے انتہا سردی کے بعد جب آفتاب کی کرنوں سے انسان کو تمازت پہنچاتو جیسے ہی گرمی اور سردی کا اس کو احساس ہوا اسے یہ بھی شوق ہوا ہوگا کہ کوئی ایسی چیز اسے مل جائے جو دھوپ کی طرح گرم ہو۔ بہت ممکن ہے۔ پھر ایسا ہوا ہو کہ کسی پتھر پر اس نے زور سے پتھر مارا اور اس سے چنگاریاں نکلیں۔ یہ چنگاری اس کی ضرورت کی چیز تھی۔ اس نے فوراً" کھوج شروع کردی کہ چنگاری کیسے پیدا کی جاسکتی ہے آخر کار اس نے چقماق دریافت کرلیا۔ تمازت اور گرماہٹ کی ضرورت ہر ایک کو تھی مگر پتھر پر پتھر مار کر آگ نکالنے کا خیال کسی ایک ہی شخص کو آیا۔ اس نے اس کا تجربہ کیا۔ پھر لوگوں کو بتایا۔ چونکہ لوگوں کی ضرورت کی چیز تھی سب نے اس کو فوراً" قبول کرلیا۔ یہ آگ کی ایجاد ہے۔

۲۔ قدرت نے گھوڑے' خچر اونٹ وغیرہ بہت سے جانور بنائے ہیں۔ ہزاروں سال پہلے سے انسان نے ان کو اپنی سواری بنائے رکھا تھا اور انہیں کے ذریعہ وہ سامان بھی منتقل کیا کرتا تھا۔ لیکن انسانوں کی آبادی اتنی بڑھ چکی تھی کہ یہ سواریاں ناکافی ہو رہی تھیں۔

ضرورت تھی کہ جانوروں کی سواء کوئی چیز ہو جو حرکت کرے اور سواری کا کام دے سکے ایک شخص نے دیکھا کہ جب بند منہ کی ہنڈیا میں جوش زیادہ آیا تو وہ حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ چولھے کے اوپر سے گرگئی۔ اس کا ذہن فوراً" منتقل ہوا اس نے تجربہ شروع کیا یہاں تک کہ انجن کا موجد بن گیا۔ دنیا کو ایسی طاقت کی ضرورت تھی۔ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ اس کو ایجاد کرلیا اور ترقی کے راستے پر چلنا شروع کردیا۔ جس کی آخری منزل کا اب تک کوئی پتہ نہیں۔

ہنڈیا کا جوش مارنا انوکھی بات نہیں تھی۔ اس کو ہر شخص جانتا اور دیکھتا تھا مگر بھاپ سے متحرک کرنے اور کسی چیز کو چلانے کا خیال ایک ہی شخص کو آیا۔ اس نے تجربہ کرکے اسکو ایجاد کا درجہ دیا۔

۳۔ یہ خیال کیا ہے؟ اس کے ذہن یا دماغ میں کیسے آیا؟ کس نے ڈالا؟ صرف عقل نے یہ خیال پیدا کیا تو عقل تو دوسرے انسانوں کے پاس بھی ہے۔ اور بے شمار انسان موجود ہیں جن کے پاس اس موجد سے کہیں زیادہ عقل کے خزانے فطری طور پر محفوظ ہیں۔

اچھا اگر اس کے ذہن میں یہ خیال عقل نے پیدا کیا تو اس طرح کی باتیں ان کو کس نے بتائیں جن میں عقل نہیں ہے؟

مکڑی کو جالا بننا۔ بجز کو چھتا بنانا اور چیونٹی کو بل بنانا کس نے سکھایا شہد کی مکھی کو کس نے بتایا کہ وہ پھول سونگھے ان سے عرق چوسے اور اپنے چھتے میں لاکر اس کو اس طرح اگلے کہ شہد بن جائے۔ ہر شخص تسلیم کرتا ہے یہ قدرت کا فیض ہے۔ وہی قدرت جس نے کیڑے کو بتایا کہ وہ شہتوت کے پتوں سے ریشم کس طرح بنائے مولے کو بتایا کہ وہ اپنا حسین آشیانہ تنکوں سے کس طرح تعمیر کرے۔ اسی نے آگ اور اسٹیم کا نسخہ انسان کے ذہن میں ڈالا۔ اس طرح قدرت کی تعلیم کو "فطری الہام" کہا جاتا ہے۔

جانور عقل و علم سے محروم ہوتے ہیں تو یہ فطری الہام ان کی فطرت کا جز بن جاتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے علم و عقل سے نوازا ہے۔ تو اس کے لئے یہ الہام ایک روشنی' ایک کرن' ایک چمک بن جاتا ہے' جس سے اس کو راستہ کا ایک سرا معلوم ہوجاتا ہے۔

## تشریعی الہام (وحی) اور نبوت و رسالت

۱۔ اچھا جس طرح تمدن اور سائنسی ایجادات کے سلسلہ میں ایسا ہوا کہ ضرورتیں سامنے آتی رہیں' مسائل پیدا ہوتے رہے' ماہرین کے ذہن ان کے حل کی طرف متوجہ ہوتے رہے۔ پھر کسی ماہر کے ذہن میں ایک بات آئی' اس نے اس سوال کو حل کردیا۔ اور اس طرح ایک نئی ایجاد دنیا کے سامنے آگئی۔ کیا خود انسان اور انسانیت کے سلسلے میں بھی ایسا ہوا ہے کہ سمجھدار انسانوں نے غور کیا ہو کہ انسان کیا ہے؟ خالق ہے یا مخلوق؟ خود پیدا ہوگیا یا کسی نے پیدا کیا؟

کسی بھی مشین کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ یہ اپنے پورے کل پرزوں کے ساتھ خود بخود پیدا ہوگئی۔ تو ہم اس کو حماقت سمجھتے ہیں اور جس طرح دوپہر کے وقت ہمیں آفتاب کا یقین ہوتا ہے' اسی طرح اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اس مشین کا کوئی بنانے والا ضرور ہے۔ وہ صاحب علم و ارادہ اور صاحب قدرت ہے۔ تو یہ انسان جو ایسی مکمل مشین ہے کہ اس نے ہزاروں لاکھوں مشینیں بنا ڈالیں' کیا کوئی صاحب عقل و انصاف ایک لمحہ کے لئے بھی تصور کرسکتا ہے کہ یہ خود بخود پیدا ہوگیا' یا اس کو کسی ایسی ہستی نے پیدا کردیا جو صاحب علم و ارادہ اور صاحب قدرت نہیں ہے۔

لیکن وہ بنانے والا کون ہے؟ اس نے انسان کو کیوں بنایا؟ اس نے عقل و ہوش کے ساز و سامان سے کیوں نوازا؟

انسان کا تعلق اس کے ساتھ کیا ہونا چاہئے؟

انسان کو دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے؟

تحقیق طلب بات یہ ہے کہ کیا ایسے ماہر پیدا ہوئے جنہوں نے اس طرح کے سوالات پر غور کیا ہو۔ اور ان کے ذہن میں وہ روشنی پیدا ہوئی ہو جس نے ان سوالات کو حل کیا ہو۔

۲۔ ابتداء میں انسان کے صرف قریبی رشتہ دار تھے پھر نسلیں بڑھیں' رشتے دور کے ہوگئے' پھر آبادیاں بھی الگ الگ ہوگئیں' پھر نسلوں میں امتیاز پیدا ہونے لگا۔ پھر رنگوں میں بھی فرق ہوگیا۔

یعنی پہلے انسان اور اس کے قریبی رشتہ داروں کا مسئلہ تھا۔ اس سلسلہ میں ضرورتیں تھیں۔ اور ایک طریقہ زندگی تھا۔ پھر رفتہ رفتہ رشتہ دار غیر رشتہ دار' اجنبی' پڑوسی' غیر شہری' ملکی غیر ملکی' کالے' گورے وغیرہ کے سوالات سامنے آئے۔

۳۔ جس طرح انسانوں کی صورتیں مختلف ہیں' ان کے مزاج' انکے ذہن بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے پیش آنے والے سوالات کے جواب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ دلائل بھی مختلف ہوتے ہیں جن کی بنا پر بحث مباحثہ کی نوبت بھی آتی ہے جس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑے بھی شروع ہوجاتے ہیں۔ مگر اس بحث مباحثہ میں یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ غور و فکر کی صلاحیت بڑھتی ہے' ذہنی استعداد ترقی کرتی ہے۔

۴۔ عقل انسانی اور ذہنی استعداد جیسے جیسے بڑھتی رہی اپنے متعلق بھی سوالات پیدا ہوتے رہے ہم کیا ہیں؟ کیوں ہیں؟ زندگی اور موت کیا ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ ہماری اس زندگی کا تعلق مابعد الموت سے کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اپنے پیدا کرنے والے کے متعلق بھی سوالات پیدا ہوتے رہے۔ وہ ایک ہے یا کئی ہیں؟ وہ کہاں ہے؟ کیسا ہے؟ کب سے ہے؟ کب تک رہے گا؟ اس کے بیوی بچے اور اولاد ہے یا نہیں؟ کیا اس کے کچھ مددگار ہیں؟ مددگار کون ہیں؟ ان کا تعلق خدا سے کیا ہے؟ ہمارا تعلق ان مددگاروں سے کیا ہونا چاہئے؟

یہ روشن آفتاب اور چمکدار تارے کیا ہیں؟ یہ بڑے بڑے دریا اور اونچے اونچے پہاڑ کیا ہیں؟ دنیا میں جو بڑے بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کی حیثیت کیا ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد ان کا مرتبہ کیا ہوتا ہے؟ ہم ان کو یاد رکھیں تو کس طرح وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ جس طرح سائنس اور تمدن کے سلسلے میں ترقی کے ہر ایک مرحلہ پر کسی ماہر کے ذہن میں کوئی خیال

ڈالا گیا‘ جس نے گتھی سلجھادی اور ایک ایجاد دنیا کے سامنے پیش کردی۔ کیا ان سوالات کے متعلق جن کو ہم مختصر الفاظ میں اخلاق اور روحانیت کے مسائل کہتے ہیں‘ ایسا ہوا ہے کہ جو اخلاق اور روحانیت میں کمال رکھتے تھے اور جن کو ان مسائل کی لگن تھی ان میں کچھ ایسے ماہر ہوئے کہ ترقی کے ہر ایک مرحلہ پر ان کے ذہن روشن ہوگئے اور انھوں نے وہ گتھیاں سلجھادیں جو اس وقت انسانی زندگی کے رشتۂ ترقی میں پڑی ہوئی تھیں۔

عقل و قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو فطرت پوری فیاضی کے ساتھ ابتداء سے انسان کی رہنما رہی جس نے اس کو آغوش مادر میں دودھ پینا سکھایا۔ بولنا‘ چلنا سکھایا۔ زندگی گذارنے اور افزائش نسل کے راستے بتائے۔ جس نے ترقی تمدن کے ہر ایک مرحلہ پر اس کی رہنمائی کی‘ اس نے یقیناً اس سلسلہ میں پوری فیاضی سے کام لیا اور اخلاقی‘ روحانی اور خود انسانیت سے متعلق مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں بھی اس کی ہدایت نشان راہ بنی۔

۵۔ اب یہ بات تو قطعاً بے معنی حد درجہ غلط اور خلاف فطرت ہے کہ اس رہنمائی کے لئے خود خالق مخلوق بن گیا اور کسی انسان کے روپ میں رونما ہوگیا۔ یہ تو وہی کہہ سکتا ہے جس کو خود خدا بننے کا شوق ہو۔ شہد کی مکھی کو جب شہد بنانا اور انسان کے بچہ کو جب بولنا سکھایا تو کیا خالق اور خدا اس وقت شہد کی مکھی یا انسان کا بچہ بن گیا تھا؟ ہرگز نہیں! انسان فطری طور پر سیکھنے کا عادی ہے۔ پس فطرت کے مطابق بات یہ ہے کہ اس خالق و قادر نے کچھ ایسے نمونے سامنے رکھے یعنی ایسے انسان پیدا کئے جن کو بچپن سے نیک بنایا۔ خدا کی باتوں میں ان کا دل لگتا تھا۔ انھیں باتوں کی ان کو لگن تھی۔ اسی لگن میں وہ مگن رہے کسی اور طرف ان کا دھیان بھی نہیں گیا‘ گناہ کی کوئی بات ان سے ہوہی نہ سکی خدا نے ان کو اس لئے پیدا کیا کہ روحانی اور اخلاقی مسائل پر غور کریں۔ پھر جیسے کسی سائنس کے ماہر کو کوئی بات سجھادی۔ اسی طرح خدا نے ان نیک بندوں کو ان سوالات کے جوابات سمجھائے اور وہ روشنی بخشی جس نے روحانیت اور اخلاق سے متعلق مسائل کی گتھیوں کو سلجھایا۔ پھر بحث و مباحثہ سے نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق اور بہترین کردار پیش کرکے اپنی سچائی کا ثبوت بھی دیا۔ اور انسانوں کے لئے اخلاقی اور روحانی ترقی کا راستہ بھی کھولا۔

۶۔ وہ روشنی جو ان پاک رہنماؤں کو عطا فرمائی الہام ہی ہے۔ مگر یہ الہام فطری الہام سے بہت اونچا درجہ رکھتا ہے۔ فطری الہام ایک دھیان یا خیال ہوتا ہے اور اس درجہ کا کہ یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ دھیان یا خیال خود پیدا ہوگیا ہے یا کسی نے دل میں ڈالا ہے۔ بجلی سی کوندتی ہے اسی کی سے ایک کنارہ سا نظر آجاتا ہے۔ پوری بات ذہن نشین نہیں ہوتی پوری بات کے لئے کدوکاوش کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ان پاک بندوں کو جو الہام ہوتا ہے وہ صرف جھلک نہیں ہوتا وہ تڑکے کا نور ہوتا ہے۔ جو ذہن کے افق پر خود بخود پھیلتا اور چھا جاتا ہے۔ وہ ایک یقین ہوتا ہے وہ کنارہ نہیں ہوتا بلکہ پورا سبق ہوتا ہے۔ وہ راستہ کا پورا نقشہ اور زندگی کا ضابطہ ہوتا ہے۔ وہ شریعت یعنی قانون اور ضابطہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی لئے اس کو "تشریعی الہام" کہا جاتا ہے۔

۷۔ مگر جس طرح کسی فن کے ماہر کو جو دھیان یا خیال عطا ہوتا ہے‘ وہ محض عطائی اور وہبی ہوتا ہے۔ ہزاروں ماہر عمریں لگادیتے ہیں۔ مگر موجد نہیں بن سکتے۔ کوئی خوش نصیب ہوتا ہے جس کو ایجاد کی نعمت میسر آجاتی ہے۔ اسی طرح اخلاق اور روحانیت کے ماہرین کو بھی جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ محض عطائی اور وہبی ہوتی ہے۔ وہ خالق کی طرف سے انتخاب ہوتا ہے۔ ماہر روحانیت و اخلاق کی کوشش کا نتیجہ نہیں ہوتی۔

۸۔ تمدن اور سائنسی ترقیات کے کسی ماہر کے ذہن میں جو خیال ڈالا جاتا ہے وہ اخلاقی یا روحانی مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس کا تعلق کسی علم‘ فن یا آرٹ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس فن کی مہارت اور اس کی ترقی کی لگن تو ضروری ہوتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ یہ ماہر روحانیت اور اخلاق میں بھی کمال رکھتا ہو۔ مگر وہ مسائل جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا سارا تعلق اخلاق اور روحانیت سے ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جس کو الہام کی روشنی عطا ہو۔ وہ روحانیت میں سب سے بلند‘ اخلاقی کمالات میں سب سے اونچا ہو بچپن سے اس کو یہی لگن رہی ہو۔ سچائی پاکبازی امانتداری جیسے اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ ہو۔ خالق ذوالجلال پر پورا یقین اور بھروسہ رکھتا ہو۔ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا خدا پرست اور خدا ترس ہو۔

۹۔ ماہرین فن کی ایجاد چونکہ مشاہدہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی ایجاد خود دلیل بن جاتی ہے لیکن ماہرین اخلاق و روحانیت جو پیش کرتے ہیں وہ ایک علمی اور روحانی سبق ہوتا ہے۔ جس کے نتائج اس وقت نہیں بلکہ بعد میں اور عموماً دوسرے عالم میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنی مہارت اور اپنی سچائی کی دلیل پیش کریں مگر ان کی سچائی اور امانت داری کی سب سے بڑی دلیل خود ان کی پاک اور بے داغ زندگی ہوتی ہے۔

وہ ہمیشہ اللہ والے رہے ہر وقت اس کو یاد کرتے رہے اور اس سے ڈرتے رہے۔ انھوں نے کبھی انسان کے حق میں کوئی جھوٹ نہیں بولا کسی سے بددیانتی نہیں کی کسی سے فریب اور دھوکے کی بات نہیں کی۔ کسی کی امانت میں بھی کوئی خیانت نہیں کی۔ تو جو اپنے جیسے انسانوں کے حق میں تمام عمر سچا دیانتدار اور پاک وصاف رہا ہو۔ کیا عقل باور کرسکتی ہے کہ وہ اس خدا کے حق میں جھوٹ بولے گا جس سے وہ ہمیشہ لولگائے رہا۔ اور بچپن سے اسی کے دھیان میں مگن رہا۔ اس کے غضب سے ڈرتا رہا اور اس کے قہر سے لرزتا رہا۔

مگر اس دلیل سے وہی متاثر ہوسکتے ہیں جو اس کو ہمیشہ سے جانتے رہے ہوں اور پرکھتے رہے ہوں۔ لہٰذا اس دلیل کے علاوہ وہ کوئی ایسی چیز بھی پیش کرتے ہیں جو اگرچہ مشاہدہ ہوتی ہے مگر انسانوں کی طاقت سے خارج ہوتی ہے۔ تمام انسان مل کر ایسی چیز پیش کرنا چاہیں تو پیش نہیں کرسکتے۔ خود ان پیش کرنے والوں کی طاقت سے بھی وہ خارج ہوتی ہے وہ صرف خالق کی بخشش ہوتی ہے جو خاص اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ لہٰذا انسانوں کی طاقت سے خارج ہوتی ہے۔ ایسی چیز کو "معجزہ" کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ انسانیت کاملہ اعلیٰ اخلاق اور روحانیت کے یہ کامل مکمل ماہر جن کو یہ روشنی عطا ہوئی نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ اونچے درجے کا الہام جو ان کو ہوتا ہے۔ اس کو "وحی" کہا جاتا ہے۔ اور یہ رابطہ اور تعلق یا یہ منصب جو ان کو عطا ہوتا ہے نبوت کہلاتا ہے اور جو کوئی حیرت انگیز نشان ان کو دیا جاتا ہے جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا عاجز رہتی ہے۔ اس کو "معجزہ" کہا جاتا ہے۔ الہام کی روشنی ان کے لئے یقینی ہوتی ہے۔

یہ کامل اور برگزیدہ رہنما جیسے خدا کا یقین رکھتے ہیں‘ اس کے صفات کا یقین رکھتے ہیں اسی طرح ان کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ ان کو بتایا جارہا ہے وہ حق ہے سچ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کو یہ باتیں خود یا اپنے خاص فرشتے کے ذریعے بتارہا ہے۔ کوئی شک وشبہ ان کو اس تعلیم میں نہیں ہوتا‘ اسی لئے وہ اس پر اتنے پختہ ہوتے ہیں کہ اپنا سب کچھ اس پر قربان کردیتے ہیں۔ سخت سے سخت مصیبت اور کڑی سے کڑی آزمائش ان کے قدم میں کوئی جنبش نہیں پیدا کرسکتی کیونکہ وہ اپنے یقین اور مکمل اعتماد و اطمینان کو نہیں بدل سکتے۔

## نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ

۱۔ انسان کا جب سے وجود ہوا۔ جیسے اس کو موجودہ مادی زندگی کے لئے رہنمائی کی ضرورت تھی ایسے ہی اس کو دوسری (اخروی) زندگی کے لئے بھی رہنمائی کی ضرورت تھی۔ تو جیسے فطری الہام کا سلسلہ شروع ہوا ایسے ہی نبوت کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ اور نبی آنے شروع ہوئے جو ہر پیدا ہونے والے سوال کا جواب دیتے رہے۔ اور ہر نئی گتھی کو سلجھاتے رہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایسے سوالات ابھر کر سامنے آئے جو آئندہ ترقی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے تھے جہاں سے ایک شاہراہ متعین ہوتی تھی‘ جہاں یہ بتانا ہوتا تھا کہ اس تیراہے یا چوراہے میں سے کون سا راستہ سیدھا ہے۔

ایسے موقع پر خاص خاص سبق دیئے گئے جن کی پوری کتاب بن گئی۔ اور نبی نے وہ کتاب دنیا کے سامنے پیش کردی۔ ایسے نبی جن کو کتاب دی گئی‘ ان کو رسول کہا جاتا ہے۔

انسانوں کے یہ کامل رہنما ہر قوم میں آئے‘ ہر ملک میں آئے۔ ان کی تعداد ہزاروں سے بھی زیادہ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ تقریباً سوا لاکھ نبی ہوئے۔

۲۔ مادی ترقیات اور سائنسی تحقیقات کا تعلق صرف

موجودہ زندگی سے ہے۔ یہ پوری ہوں یا ادھوری۔ دوسری زندگی پر ان کا اثر نہیں پڑتا بلکہ بہتر ہے کہ یہ ادھوری رہیں۔ تاکہ انسان کا دماغ بیکار نہ ہو۔ وہ ترقی کرتا رہے اور آگے بڑھتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنسی تحقیقات جو ہمارے سامنے آچکی ہیں۔ ان کو آخری نہیں کہا جاتا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ کائنات کے کسی ایک کونہ کی بھی تحقیقات پوری نہیں ہو سکی۔

لیکن جن مسائل کا تمام تر تعلق دوسری زندگی سے ہے اگر ان کی تعلیم ادھوری رہتی ہے اور اس کی وجہ سے عمل ناقص' اخلاق ناکمل اور ضابطہ حیات ناتمام رہتا ہے تو ظاہر ہے یہ انسانیت اور نوع انسان کے لئے بہت بڑا نقصان ہے کیونکہ اس سے وہ زندگی ناقص رہتی ہے جو حقیقی زندگی ہے' جو دوسرے عالم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔

(۳) وہ خدا جس نے نبوت کا سلسلہ قائم فرماکر دوسری زندگی سے متعلق مسائل میں رہنمائی فرمائی اور اس اخروی زندگی میں سعادت اور کامیابی کا راستہ انسان کو بتایا۔ اس کی رحمت نے ضروری سمجھا کہ اس تعلیم کو مکمل کردے۔

لہٰذا جب تک انسان کے ذہن و فکر میں یہ صلاحیت نہیں پیدا ہوئی کہ وہ کورس کے آخری اور مکمل سبق سمجھ سکے' اس وقت تک اس کی ذہنی صلاحیت اور فکری استعداد کے بموجب درجہ بدرجہ تعلیم ہوتی رہی اور جب اس کے ذہن میں یہ صلاحیت پیدا ہوگئی تو اس کو ایک دو سبق ہی نہیں بلکہ مکمل کتاب دیدی گئی۔ اور عام اعلان کردیا گیا کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں سراسر صداقت' سچائی اور یقین ہی یقین ہے' شک و شبہ کا کوئی دھندلکا اس میں نہیں ہے۔

وہ پاکباز خدا ترس جو آگے قدم بڑھانا چاہتے تھے مگر ان کو راستہ نہیں مل رہا تھا' یہ کتاب ان کے لئے سراسر ہدایت اور رہنمائی ہے۔ جو پاکباز فلاح اور کامیابی کی آخری منزل پر پہنچنا چاہتا ہے' اس سے روشنی حاصل کرے اور قدم بڑھائے۔

## دین ایک ہے
## حقیقت ایک ہی ہوسکتی ہے

دنیا خود بخود ہوگئی۔ یا اس کو کسی نے پیدا کیا؟ پیدا کرنے والا ایک ہے یا کئی ہیں؟ پیدا کرنے والے کو مددگاروں کی ضرورت ہے یا نہیں؟ وہ ہم جیسا ہے یا ہم جیسا نہیں ہے؟ اسکے بیوی بچے اور اولاد ہے یا نہیں ہے؟ ان میں سے ایک ہی بات حق ہوسکتی ہے۔ وہی ایک بات اول سے آخر تک تمام نبیوں اور تمام رسولوں نے پیش کی اسی کا نام دین ہے۔ ان سب نبیوں نے یہی بتایا کہ:۔ دنیا اور دنیا کی ہر ایک چیز (جس میں انسان بھی ہے) مخلوق ہے۔ صرف ایک ذات خالق ہے۔ وہ مکمل ازلی و ابدی ہے۔ وہ ہر ایک حاجت سے پاک ہے۔ وہ نرالا ہے' نہ اس کا کوئی ہم جنس ہے' نہ اس کے کوئی مشابہ ہے۔ نہ اس کے بیوی بچے ہیں' نہ اس کا کوئی مددگار ہے نہ کسی مددگار کی اس کو ضرورت ہے۔

انسانی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ایک دنیاوی زندگی۔ دوسری وہ زندگی جو اس کے بعد آئے گی اصل زندگی وہی ہے۔

ہر ایک عمل کی پاداش ہے۔ اس کا اچھا یا برا نتیجہ ہے۔ ہماری یہ زندگی کھیتی ہے ہم جیسا بوئیں گے ویسا کاٹیں گے۔ خدا کی مخلوق صرف وہی نہیں جو ہمارے سامنے ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی مخلوق ہے جس کو ہم ان آنکھوں سے یا مادی آلات سے نہیں دیکھ سکتے۔ ایسی ہی ایک مخلوق ہے جس کو فرشتہ کہا جاتا ہے۔

تمام کائنات ختم ہونے والی ہے۔ صرف خدا کی ذات ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

## قیامت برحق ہے

جب موجودہ دنیا ختم ہوجائے گی۔ ایک دوسرا عالم سامنے آئے گا۔ اس میں انسان کے اعمال کا حساب ہوگا' جو اچھے ہوں گے ان کو جنت ملے گی جو برے ثابت ہوں گے۔ ان کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

۲۔ یہ بنیادی حقیقتیں ہیں۔ تمام انبیاء (علیہم السلام) نے انہیں کو بتایا۔ انہیں کو عقائد کہا جاتا ہے۔ انبیاء (علیہم السلام) کو ماننے والے جو ان باتوں کو مانتے رہے ان کو "مسلم" کہا گیا مگر بہت سے لوگوں نے اپنی عقل کو رہنما بنایا اور عقل ان حقیقتوں کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتی تھی' لہٰذا بھٹکتے رہے۔

انھوں نے کبھی خدا کی ذات و صفات میں کبھی دنیا یا انسان کے قدیم یا حادث ہونے میں' کبھی دوسری زندگی کے مسائل میں' کبھی انسان اور خدا کے درمیان تعلق میں عقلیں لڑائیں' طرح طرح کی باتیں نکالیں اور انھیں کو مذہب بنالیا۔

۳۔ کبھی ایسا ہوا کہ لوگوں نے اپنے ذاتی فائدے یا اپنے سماج کو رہنما بنالیا اور نبی کی تعلیم کو اس پر ڈھال کر مذہب کی صورت بدل دی۔ حقیقت کو فراموش کردیا رسم و رواج یا اپنے مفاد کو مذہب بنالیا۔

کبھی خوش اعتقادی میں اپنے نبی یا دینی پیشواؤں کو ان کی حیثیت سے بڑھادیا وہ ان کو خدا کا مددگار یا اس کی اولاد ماننے لگے۔

اللہ کے نبیوں اور رسولوں نے آکر اصلاح کی کوشش کی۔ کبھی لوگوں نے ان کی بات مانی اور ایسا بھی ہوا کہ نبی عمر بھر کوشش کرتے رہے مگر قوم کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی۔ بہر حال لوگوں خصوصاً انکے سماجی رہنماؤں نے غلط راستے اختیار کرکے اپنے اپنے مذہبوں کی صورتیں بدل دیں لیکن ان غلط کاریوں سے وہ حقیقت نہیں بدل سکتی جس کی تعلیم انبیاء علیہم السلام دیتے رہے۔ لہٰذا دین ایک ہی رہا۔

۴۔ البتہ قدرتی اور سماجی صلاحیتوں اور انسان کی ذہنی استعداد کے بموجب عبادت کے طریقوں اور ان چیزوں میں اختلاف ہوتا رہا' جن کو نظام حیات اور زندگی گذارنے کا دستور العمل یا شریعت کہا جاتا ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں مختلف ہوتی رہیں۔ اصل دین ایک ہی رہا کیونکہ حقیقتیں بہر حال حقیقتیں رہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

۵۔ آخر میں ایک مکمل کتاب دے دی گئی۔ وہ مکمل پیغام اور دین برحق کا مکمل دستور ہے۔

یہ اعلان کردیا گیا کہ یہ کتاب ہمیشہ ہمیشہ اسی طرح محفوظ رہے گی کبھی اس میں ایک نقطہ اور ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں آئے گا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگ کسی لفظ یا فقرہ کا مطلب غلط سمجھ جائیں مگر اس کے لفظوں میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور اسی بنیاد پر غلط سوچنے والوں کی غلطی کی اصلاح کی جاتی رہے گی چونکہ یہ کتاب ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ دین حق کا پیغام مکمل لوگوں کے سامنے رہے گا لہٰذا کسی نبی یا کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اب نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ وحی کے ذریعہ کوئی اور کتاب نازل ہوگی۔ علماء کا کام ہوگا کہ اس کتاب کو سمجھیں سمجھائیں اور اپنے اخلاق و کردار سے اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیتے رہیں۔

## نبی ہر ایک قوم میں آئے

وہ سوالات جو ابتداء ہی میں بیان کئے گئے تھے ہر ایک سمجھدار انسان کے سامنے آئے اور ہر ایک قوم کو خواہ وہ کہیں رہتی ہو۔ اس کا رنگ اس کی نسل خواہ کچھ ہو۔ اس کو ان سوالات کے جوابات کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ ہر ایک قوم میں نبی بھیجے گئے: یہی نبی انسانوں اور تمام دنیا میں پھیلی ہوئی اقوام کے سچے رہنما تھے' جنھوں نے دین کی باتیں بھی بتائیں اور دنیا کی بھی۔ روحانی مسائل میں بھی رہنمائی کی اور سماجی معاملات میں بھی۔ انھوں نے سیاسی سبق بھی دیئے اور اخلاقی اور مذہبی بھی۔ بس یہی حضرات صحیح رہنما اور سچے ہادی تھے۔

لیکن دنیا کی قوموں نے جب اپنی زندگیاں خاص خاص نظریات پر ڈھالنا شروع کیں تو کچھ قومیں وہ ہوئیں جنھوں نے سرے سے نبوت ہی کا انکار کردیا۔ اور نبیوں کے بجائے اوتار ماننے لگیں یا سائنس اور فلسفہ کو یعنی عقلیت کو مذہب کی حیثیت دیدی یا رسم و رواج کو دھرم اور دین بنالیا۔

## قرآن پاک اور تذکرہ انبیاء

قرآن پاک کا انداز یہ ہے کہ وہ مشاہدات سے یا تاریخ اور قومی روایات کے مسلمہ شواہد سے استدلال کرتا ہے۔ اس نے یہ تو کہا کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں "نذیر" (نبی) نہ گذرا ہو۔ یہ بھی فرمایا۔ ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوئے۔ (سورہ رعد)

لیکن اس نے ان نبیوں کا تذکرہ نہیں کیا جو ان قوموں میں بھیجے گئے تھے۔ جو نبوت کی منکر' اوتار پرست یا رسم و رواج اور فلسفہ و سائنس یعنی عقلیت کی پجاری ہوگئیں

باقی ص ۲۵ پر

اعجاز احمد' میاں چنوں

# کل کی تاریخ ہا نسلِ آدم سے یہ بھی پوچھے گی

یمن کے قبیلہ طے نے ۹ھ میں بغاوت کردی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں کی سرکوبی کی اور گرفتار شدگان کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے اپنے باپ کی سخاوت کی داستان سرائی کرنے کے بعد اپنے لئے رعایت چاہی۔ آپؐ نے حاتم کے بارے میں فرمایا۔ ہاں اس میں مومنوں کے سے صفات تھے۔ پھر حاتم کی لڑکی کو مسجد میں ٹھہرایا۔ مع متعلقین کے اسے رہا کردیا۔ زاد راہ اور لباس بھی مرحمت فرمایا۔

قبیلہ طے کی بغاوت اور اس سارے شور شرابے کا بانی مبانی حاتم کا بیٹا عدی تھا۔ وہ بھاگ کر شام چلا گیا تھا۔ بہن اس کے پاس شام پہنچی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات رحم و کرم بیان کئے۔ عدی اتنا متاثر ہوا کہ مدینہ آیا اور مسلمان ہوگیا۔

چند برس قبل میسوپوٹیمیا کے قدیم صحراؤں میں دور حاضر کی جدید ترین جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ میں اتحادی فوجوں نے ایک خاص محفوظ فاصلے پر رہتے ہوئے عراقی فوجی اور شہری تنصیبات کو کمپیوٹرائزڈ میزائلوں کے ذریعے تباہ کر ڈالا اور اس طرح دست بدست جنگ کی نوبت نہیں آئی اور اتحادیوں نے فتح حاصل کرلی۔ نہ تو مفتوح قوم کی افواج کو جنگی قیدی بنایا گیا اور نہ ہی مفتوح قوم کی خواتین کی بے حرمتی ہوئی لیکن آپ اسے اتحادی افواج کی انسان دوستی' حقوق انسانی کی پاسداری یا ان کا مہذب پن نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو جنگ کی نوعیت ہی کچھ ایسی تھی ورنہ اتحادیوں کی درندگی سے عراقی خواتین بھی محفوظ نہ رہ سکتی تھیں۔ ویت نام کی جنگ کو ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ جنگ کے بعد ہزاروں ویت نامی خواتین نے امریکن GIs کے ہزاروں ناجائز بچوں کو جنم دیا۔

فلپائن اور تھائی لینڈ سمیت دنیا میں کئی مقامات پر امریکی فوجی اڈے ہیں اور وہاں پر امریکی فوجوں کے لئے آرام و تفریح کا بھی خاطر خواہ بندوبست کیا جاتا ہے اور اس کے لئے R and R کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جس کے تحت باقاعدہ طور پر فوجیوں کی جنسی درندگی کی آسودگی کے لئے انہیں مقامی عورتیں پیش کی جاتی ہیں۔ مقامی عورتیں غربت کے ہاتھوں مجبور ہوتی ہیں۔ جب فلپائن میں "والکینو" کی وجہ سے امریکیوں نے وہاں سے اپنا میں ختم کردیا تو وہاں پر ہزاروں ناجائز بچوں اور طوائفوں کی بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔

پچھلے دنوں اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ جاپان کی موجودہ حکومت نے ان کوریائی عورتوں سے معافی مانگی ہے' جنہیں جنگ عظیم دوم میں جاپانی افواج جنسی آسودگی کے لئے استعمال کرتی تھیں اور انہیں "کمفرٹ گرلز" کہا جاتا تھا۔ ان میں سے کچھ ابھی تک بقید حیات ہیں اور ان کی زبانی جنسی درندگی کے دلدوز واقعات کی داستانیں اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں۔

یورپ کو دنیا کا مہذب ترین براعظم کہا جاتا ہے۔ اسی براعظم کے قلب میں بوسنیا واقع ہے۔ جس کی اکثریت آبادی ترک النسل مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ بوسنیا میں جنگ کے نام پر مسلمانوں کی نسل کشی کی جو مہم جاری ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے اکثر پڑھا ہوگا۔ لیکن آج ہم آپ کی توجہ اس جنگ میں استعمال کئے جانے والے ایسے ہتھیار کی طرف دلائیں گے۔ جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے اور جس کا ذکر آنے والی مغربی نسلیں اپنے آباء کی تہذیبی تاریخ میں پڑھیں گی تو ان کے سر شرم سے جھک جائیں گے اور وہ اپنے آپ کو مہذب کہلوانا چھوڑ دیں گے۔

ڈاکٹر شانا سوئس نے ایک سروے ٹیم کے ہمراہ بوسنیا کا دورہ کیا۔ وہ ایک آرٹیکل میں لکھتی ہیں۔

"سرب افواج کے ہاتھوں بوسنیائی مسلم خواتین کی آبروریزی روز کا معمول بن گئی ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف زنا بالجبر ایک جنگی ہتھیار کی طرح استعمال کیا جارہا ہے۔"

لوٹ کھسوٹ اور عورتوں کی بے حرمتی جنگ کی ایک ضمنی پیداوار سمجھی جاتی ہے۔ جنگ کا ہتھیار یا مقصد نہیں ہوتا تھا۔ لیکن شرمناک صلیبی جنگوں کے "مجاہدین" کے وارث اور "مہذب یورپ" کی سرب عیسائی قوم زنا بالجبر کو ایک جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کررہی ہے۔

اگست ۱۹۹۳ء تک سربیائی افواج بیس ہزار بوسنیائی مسلم خواتین کی منظم' اجتماعی آبروریزی کرچکی ہیں اور نیوز ویک کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ تعداد اب پچاس ہزار ہے۔

آئرلینڈ کے وزیر خارجہ ڈیوڈ اینڈریو نے "دی انڈیپینڈنٹ" کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ

"یہ صاف ظاہر ہے کہ بوسنیائی عورتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور ان کی بے حرمتی سے سرب اپنے دشمنوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"

یہ بزدلی اور بربریت کی انتہا ہے کہ مردوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے عورتوں پر زیادتی کی جائے۔ "دی انڈیپینڈنٹ" ہی کی ایک اور رپورٹ کے مطابق بوسنیا میں سرب افواج چھ سال تک کی بچیوں کو بھی جنسی تشدد کا نشانہ بنانے سے گریز نہیں کرتے۔ کروشیا سے ملنے والی شہادتوں کے مطابق بوسنیائی خواتین کی وسیع اور منظم پیمانے پر آبروریزی کی جارہی ہے اور دس سے چودہ سال کی لڑکیوں کو خصوصیت کے ساتھ نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جنسی تشدد کا ایک خوفناک طریقہ جو سربیائی افواج مسلمان عورتوں کے خلاف اختیار کررہی ہیں وہ یہ ہے کہ پہلے عورتوں کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے پھر اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ وہ حاملہ ہوگئی ہیں' انہیں ایک خاص مدت تک قید میں رکھا جاتا ہے۔

انٹرنیشنل ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے نمائندوں کا کہنا ہے کہ سربیائی افواج کو عورتوں کی بے حرمتی کا حکم ان کی حکومت کی طرف سے ملتا ہے اور یہ یورپ سے بوسنیائی مسلمان قوم کی نسل کشی کی مہم کا ایک حصہ ہے۔

بوسنیائی مسلم خواتین کو اس طرح حاملہ کرنا دراصل انہی کے جسم کو انہی کے خلاف استعمال کرنا ہے۔ یہ عورتیں ایک عرصہ تک تکالیف برداشت کرنے کے بعد دشمن قوم کے بچوں کو جنم دیں گی اور یہ امر ان کے لئے شدید جسمانی اور ذہنی کرب و اضطراب کا باعث ہے۔

۱۱ جنوری ۱۹۹۳ء کی نیوز ویک رپورٹ کے مطابق ۳۰ سالہ دو بچوں کی ماں ایک مسلم خاتون سوفیجا کی' مسلسل چھ ماہ تک آبروریزی کی گئی اور جب وہ حاملہ ہوگئی تو اسے قید میں رکھا گیا تاکہ محفوظ استقاط حمل کا وقت گزر جائے۔ اس طرح سوفیجا شدید ذہنی کرب میں مبتلا ہے کہ اس کے پیٹ میں پلنے والا بچہ دشمن کا بچہ ہے۔ سوفیجا کہتی ہے کہ میں اس بچے کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی اور نہ ہی میں اسے دودھ پلاؤں گی۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ میرا بچہ نہیں' یہ دشمن کا بچہ ہے۔

بوسنیا کے سابق وزیر خارجہ جو کہ موجودہ وزیراعظم ہیں۔

جناب حارث سلاجک نے ایک بیان کے ذریعے کہا ہے کہ۔

"سرب ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زنا بالجبر کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس طرح وہ بوسنیا کے تاریخی مسلمانوں کی نسل ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔"

مشہور سوشیالوجسٹ اور فلاسفر مائیکل فوکالٹ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف Crime And Punishment میں یوں رقمطراز ہیں۔

"پرانے وقتوں میں دشمنوں، جرائم پیشہ لوگوں اور قیدیوں کو سزا دینے کے لئے تشدد کے خوفناک طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ مقصد چونکہ جسم کو تکلیف پہنچانا ہوتا تھا لہٰذا ایذا رسانی کے طویل دورانیہ کے طریقے ایجاد کئے گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جسمانی سزاؤں کی جگہ ذہنی سزاؤں نے لے لی اور ذہنی سزائیں نسبتاً زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔"

جنسی تشدد، چاہے جنگ کے حالات کا نتیجہ ہو یا پھر کوئی عزیز یا خاندانی رشتہ دار ہی عورت کی آبروریزی کا مرتکب ہوا ہو۔ عورت پر اس کے اثرات تباہ کن ہوتے ہیں۔ دوران جنگ عورتوں کی بے حرمتی کے دو بڑے مقصد ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مخالف قوم کی عورت ایک مستقل ذہنی کرب میں مبتلا رہے اور اس طرح مخالف قوم کی سوسائٹی کا ایک حصہ مفلوج ہو کر رہ جائے اور دوسرا یہ کہ عورتوں کی آبروریزی کرکے مخالف قوم کے مردوں کے حوصلے پست کرنا۔

جین ڈاؤس اپنی کتاب Women On Rape میں لکھتی ہیں۔

"جسمانی زخم تو بھر ہی جاتے ہیں لیکن روح کا زخم ہمیشہ تازہ رہتا ہے اور ذہنی صدمے کے مریض کو صحت یاب ہونے میں سالہا سال لگ جاتے ہیں اور کئی عورتیں تو کبھی بھی اس صدمے کو مکمل طور پر بھلا نہیں پاتیں۔ عورتوں پر جنسی تشدد کرنے والے مجرموں کو سزا دے کر کسی حد تک عورت کے دکھوں کا مداوا کیا جاسکتا ہے۔"

لیکن جنسی تشدد کا شکار ایک عورت کا کہنا ہے کہ۔

"مجرم پکڑا گیا، اسے جیل ہوگئی اور لوگوں نے مجھے کہا کہ اب میں خوش ہوجاؤں لیکن میں خوش نہیں ہوں۔ اس درندے کو شاید پانچ سال کی سزا ہوجائے لیکن مجھے تو ساری عمر کی سزا ملی ہے۔"

بوسنیائی مسلمان عورتوں کے پاس تو یہ بھی اختیار نہیں کہ وہ سربیائی درندوں کو دنیا کی کسی عدالت سے سزا دلوا سکیں وہ تو شاید انہیں پہچان بھی نہ سکیں (ایک بوسنیائی عورت کا کہنا ہے کہ کئی ماہ تک ہر روز رات کو ایک نیا سربیائی سپاہی میرے ساتھ رات بسر کرتا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں) اور وہ خاموشی سے ظلم برداشت کررہی ہیں لیکن کچھ مسلمان عورتوں نے دشمنوں کے خلاف ہتھیار اٹھالئے ہیں اور وہ اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ مصروف جہاد ہیں اور کچھ بچیاں اور عورتیں مسلمان مجاہدین کی یونیفارم کی سلائی کرکے اس جہاد میں شریک ہیں۔

سربیائی درندوں کا شکار ۱۳ سالہ انیلا کیوذر کہتی ہیں میں مجاہدین کے لئے یونیفارم کی سلائی کرکے جہاد میں شریک ہوں اور اپنے آپ کو مجاہدہ سمجھتی ہوں اور اس وقت تک سلائی جاری رکھوں گی جب تک بندوق چلانے کے قابل نہیں ہوجاتی۔

دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر نے Concentration Camp بنائے تھے اور اب سربوں نے Rape Camp ایجاد کئے ہیں۔

بی بی سی ٹیلی ویژن نے ایک ڈاکیو میںٹری فلم The Living Islam میں ان زنا کیمپوں (Rape Camps) کی ایک جھلک اس طرح پیش کی ہیں۔

"زنا کیمپ کی دہشت اور بربریت کی مثال تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ یہ صرف اسی جنگ کی خصوصیت ہے۔ اس کیمپ میں ہونے والے ظلم کی مثالیں اتنی خوفناک ہیں کہ ایک نارمل انسان حضرت آدمؑ کی اولاد کے ساتھ یہ ظلم دیکھ کر پاگل ہوجاتا ہے۔

چھوٹی بچیوں کے ساتھ منہ کے ذریعے اس قدر زیادتی کی گئی کہ ان کے گلے (ووکل کارڈ) پھٹ گئے۔

حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے نفس تنفس کی جگہ سور کا گوشت رکھ دیا جاتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو گلے میں پٹے باندھ کر کتوں کی طرح ننگا رکھا جاتا ہے اور اسی حالت میں انہیں کھانے کو دیا جاتا ہے اور اسی طرح چاروں ہاتھ پاؤں پر رفع حاجت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ
جب بھی تاریخ کی عدالت میں
وقت لائے گا
آج کے بے ضمیر و دیدہ دلیر قاتل،
جس کا داماں و آستیں
خون بے گناہاں سے تر بتر ہے
تو نسل آدم
وفور نفرت سے روئے قاتل پر تھوک دے گی
مگر مجھے اس کا بھی یقین ہے
کہ کل کی تاریخ
نسل آدم سے یہ بھی پوچھے گی
اے مہذب جہاں کی مخلوق
کل ترے روبرو یہی بے ضمیر قاتل
ترے قبیلے کے بے گناہوں کو
جب تہ تیغ کررہا تھا
تو تو تماشائیوں کی صورت
خموش و بے حس
درندگی کے مظاہرے میں شریک
کیوں دیکھتی رہی ہے
تیری یہ سب نفرتیں کہاں تھیں
بتا کہ اس ظلم تیس قاتل کی تیغ براں میں
اور تیری مصلحت کے تیروں میں
فرق کیا ہے؟
تو سوچتا ہوں
کہ ہم بھی کیا جواب دیں گے؟

## بقیہ: خواتین اسلام

"تم دونوں تو اندھی نہیں ہوں، کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟" (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اپنے گھروں کی دیکھ بھال تمہاری ذمہ داری ہے۔ یہی تمہارا عمل جہاد ہے۔"

نیز فرمایا۔

"ایک خاتون کی اپنے گھر میں گھر کی محنت و مصروفیت مجاہدوں کے عمل جہاد کو پالے گی۔ اگر خدا نے چاہا۔" (مسند احمد۔ کنزالعمال)

مسلمان عورت ایک عظیم قوت ہے۔ طاغوتی طاقتیں عورت کے اسلامی کردار سے خائف ہیں کہ کہیں مسلمان عورت اگر سچی مسلمان بن گئیں تو اس کے ہاتھوں سے پرورش پانے والی نسل ایک ایسی طاقت بن کر نکلے گی، جس کا دشمن مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ یہود و ہنود، اہل صلیب تمام دشمنوں کا حملہ مسلم خواتین پر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان عورت کو اسلامی عقائد سے دور کرکے اس کا اخلاق چھین لیں۔ اسی مقصد کے تحت بے حیائی، فلمیں، فحاشی، عریانی، فیشن، ڈرامے، ویڈیو، وی سی آر، فحش لٹریچر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان میں پھیلا رہے ہیں۔ مسلمان خواتین اس سے بچیں اور اپنی عفت، عزت، عظمت، آبرو کی آپ خود حفاظت کریں۔

ہر اک جگہ پہ خود کو سنبھال کر رکھنا
رہ پر خطر ہے دیکھ بھال کر چلنا

## بقیہ: انسان کی حفاظت

نہیں تو آپ سامنے آئیں۔ میں صفائی سے کہتا ہوں کہ آپ کا اولین فرض ہے کہ آپ سامنے آئیں، اور بتائیں کہ پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہے، طاقت ہی سب کچھ نہیں ہے، اصل چیز ہے خدا کی خوشی اور اخلاق کی پابندی، اور ضمیر کی آواز کے مطابق چلنا، اصول پر عمل کرنا، اور ملک سے سچی محبت، اس کو اپنے خاندان، اپنی جان، اپنی اولاد پر ترجیح دینا، جس میں نے بلا ارادہ جو کچھ کہا، اور خدا نے جو کچھ کہلوایا، اسمیں اس وقت کی سچی تصویر کو سامنے رکھنا تھا۔

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

# منکرین و مانعین زکوٰۃ کے خلاف صدیق اکبرؓ کا جہاد

رحمت للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب اس عالم فانی سے رخصت ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل مخالفت پر آمادہ ہو گئے' ان میں سے بعض مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ اسدی وغیرہ مدعیان نبوت کے ساتھ لگ گئے' بعض نے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخالفین اسلام تین قسم کے تھے۔

۱۔ بت پرستی اور شرک کی جانب لوٹنے والے۔

۲۔ وہ جو کسی مدعی نبوت کے پیروکار ہو گئے۔

۳۔ جو اسلام کا دعویٰ تو کرتے رہے لیکن ادائیگی زکوٰۃ سے مکر گئے اور یہ تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ دینا صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

(فتح الباری ج۲۶ ص ۱۰۷)

علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد عامۃ الناس تو دین قیم پر مستقیم رہے' البتہ کچھ لوگ انتشار کا شکار ہو گئے' جن میں کچھ تو مدعیان نبوت باطلہ کی جانب عود کر گئے اور ایک فرقہ توقف کئے ہوئے تھا وہ اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ جو فریق غالب ہو گا اس کے ساتھ مل جائیں گے اور ایک بڑا گروہ زکوٰۃ کا منکر تھا' یعنی توحید و رسالت اور نماز کا قائل تھا' البتہ زکوٰۃ کی فرضیت سے یا اس کے بیت المال میں ادا کرنے کا منکر تھا' لیکن جمہور مسلمان اسلام پر قائم تھے۔ (ملاحظہ ہو الملل والنحل ص ۷۹ ج ۲)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک فریق زکوٰۃ کا سرے سے منکر تھا اور ایک فریق فرضیت کا تو قائل تھا البتہ زکوٰۃ حکومت کو دینے سے انکار کرتا تھا اور تاویل یہ کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا تھا۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا و صل علیھم (التوبہ ص ۱۰)

"لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے ان کو۔"

مطلب یہ تھا کہ تطہیر و تزکیہ چونکہ آپؐ کے ساتھ مخصوص تھا' آپؐ جب تک رہے ہم نے اس کی تکمیل کی اب جبکہ آپؐ نہیں رہے اس لئے یہ حکم منسوخ ہے۔ اب کسی کو یہ حق نہیں کہ ہم سے زکوٰۃ لے۔ دوسری علت یہ بتلاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت تھی اس لئے اس وقت زکوٰۃ کی ضرورت تھی' اب جبکہ وہ حالت نہیں رہی اس لئے زکوٰۃ کی فرضیت بھی باقی نہیں رہی۔

ان میں سے ایک گروہ یہ بھی کہتا تھا کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے مگر اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے۔ مدینہ زکوٰۃ بھیجنے کو وہ ایک طرح کا جبر سمجھتے تھے۔

منکرین زکوٰۃ کے یہ گروہ تھے جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی طرح طرح کی تاویلیں کر رکھی تھیں۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی بھی اس گروہ میں سے نہ تھا۔ حضرت علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں۔

"صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہوا تھا۔ بعض گنوار اعرابی جن کا دین کی نصرت میں کوئی دخل نہ تھا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں ارتداد کی لپیٹ میں آگئے۔ ان کے اس رویہ سے مشہور صحابہ کرامؓ کی شان میں کوئی نقص و عیب نہیں آتا۔" (ماخوذ از مقام صحابہ ص ۴۷)

## سیدنا صدیق اکبرؓ کا استقلال

الغرض جب حالات نے یہ رخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے پہلے گفتگو کے لئے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خدمت میں اپنے وفود بھیجنے شروع کئے۔ یہ وفود مدینہ منورہ آئے اور دوسرے ذمہ داروں سے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے ان کی سفارش کر سکیں۔

اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے گزارش کی کہ ان گنوار (عرب) کو جو اس وقت زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے اسی حالت پر چھوڑ رکھیں فی الحال ان سے تعارض نہ کریں۔ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ ان کا اسلام ابھی نیا نیا ہے جب مکمل طور پر اسلام ان کے دل نشین ہو جائے گا تو خود ہی ادا کر دیا کریں گے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کے جواب میں ارشاد و اعلان فرمایا کہ نہیں۔

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ۔

"خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا۔"

اس وقت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

یا خلیفۃ رسول اللہ تألف الناس وارفق بھم…

"اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ان لوگوں کے ساتھ تالیف قلب اور نرمی کا معاملہ فرمایئے۔"

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور آنحضرت ختمی مرتبت ﷺ نے ایسے لوگوں سے قتال منع فرمایا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ ان کا معاملہ اور ہے' یہ وہ لوگ ہیں جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوٰۃ کو فرض نہیں مانتے' اور ان میں سے کچھ ان کی غلط اور باطل تاویلیں کر کے احکامات قرآنی سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ نے ان دونوں کو فرض کر دیا ہے اس لئے میری طرف سے اعلان جہاد ہے خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے نرمی کی درخواست کی تو اس پر ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ تو تو زمانہ جاہلیت میں بڑا بہادر اور نڈر تھا اور (اب کیا بات ہے کہ) اتنے کمزور ہو گئے (یاد رکھو)۔

واللہ لو منعونی عقالا (و فی روایۃ عناقا) کانوا یودونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۷)

"خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک رسی یا ایک بکری کے بچے کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (وہ زکوٰۃ میں) دیا کرتے تھے تو میں اس پر قتال کروں گا۔"

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

"دین مکمل ہو چکا ہے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا کہ دین میں کتر بیونت ہو اور میں زندہ بیٹھا رہوں (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا۔"

(تفہیم المسلم ص ۱۲۹)

بلاشک و شبہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی اس استقامت اور تاریخ ساز فیصلے نے دین قیم کی اساس اور عظمت کو قائم رکھا اور کسی جگہ بھی پائے استقلال میں تزلزل نہ آنے دیا' سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہ مسئلہ بھی واضح کر دیا۔ یہ لوگ اہل قبلہ میں سے نہیں ہیں' شریعت کے ایک حصہ کا انکار کر رہے ہیں' اور میں شریعت میں تقسیم کیسے برداشت کروں۔ ضروریات دین کا منکر اہل قبلہ میں سے کیسے ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر جب صحابہ کرامؓ مارے غم کے دیوانے ہوچکے تھے اور حضرت عمرؓ جیسے شخص تلوار کھینچے یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرماگئے ہیں، میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑادوں گا۔ یہ صدیق اکبرؓ کی شخصیت تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور جبکہ سارا عرب ارتداد کی بھڑکتی آگ میں جل رہا تھا۔ آپ نے مرتدین کے مقابلے میں جو مدبرانہ کارروائی کی اور جس بے مثال لیاقت کے ساتھ ملک کو اس تباہ کن فتنے سے نجات دلائی اس نے روز روشن کی طرح واضح کردیا کہ اس وقت صرف آپ ہی کی ذات والا صفات و خلافت کے بارگراں کو اٹھانے اور سنبھالنے کے قابل تھی۔ (خالد سیف اللہ ص ۱۳۸)

یہاں ارتداد اور مرتدین کے الفاظ ان مورخین کی تحقیق کا حاصل ہیں۔

مشہور مصری مورخ محمد حسین ہیکل اپنی کتاب "الصدیق ابوبکرؓ" میں اس نازک مرحلے پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اس موقع پر ایک ایسے حکمران کی ضرورت تھی جو حزم تدبر کے ساتھ قطعی ارادے اور فیصلہ کن عزیمت کا مالک ہو اور اس کے علاوہ اسلام پر پختہ ایمان اور اللہ کی نصرت پر پورا یقین بھی رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی خاطر خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت میں ایسا ہی حکمران مہیا کردیا۔ (ماخوذ از سیرۃ خلیفۃ رسول ص ۱۴۷)

## منکرین زکوٰۃ کی سزا

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ کے روبرو ایمانی و تاریخی فیصلہ کرنے کے بعد تلوار زیب دوش کی اور جہاد کے لئے چل کھڑے ہوئے صحابہ کرامؓ دیکھ رہے تھے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت دینی کس درجہ مستحکم اور پختہ ہے۔ اس وقت انہوں نے عرض کی اے خلیفۃ المسلمین و خلیفۃ الرسول اللہ! آپ تشریف رکھئے ہم جاکر ان سے نمٹتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے ایک جماعت ترتیب دی اور منکرین زکوٰۃ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا۔ مسلمانوں کے لشکر نے حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی کہ یہ لوگ کسی طرح بھی باز آجائیں۔ کچھ نے قبول کیا کچھ نہ مانے۔ چنانچہ اعلان جہاد ہوگیا۔

علامہ طبریؒ لکھتے ہیں کہ۔

"جو لوگ اسلام سے مرتد ہوگئے منکر ہوگئے تھے ان میں سے بہت سے قتل کئے گئے اور ان کے گھروں کو آگ لگادی گئی اور ان کے ساتھ قتال ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب حقیر سے حقیر چیز بھی نہ روکیں گے۔" (تفسیر ابن جریر ج۱ ص ۱۸۲)

امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص" لکھتے ہیں۔

" صحابہ کرامؓ نے مانعین زکوٰۃ کی اولاد کو قید کیا اور ان کے مردوں کو (جو مقابلہ کے لئے آئے تھے یا زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہو کر مرتد ہوگئے تھے) قتل کیا اور انہیں اہل الردۃ قرار دیا کیونکہ انہوں نے التزام اور تسلیم وجوب سے انکار کردیا تھا اسی بنا پر انہیں مرتد قرار دیا گیا جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت کا انکار کرے تو اس نے تمام قرآن کا انکار کردیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جس وقت مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی صحابہ کرامؓ کے اتفاق کے ساتھ ان پر ارتداد کا حکم جاری کیا۔" (احکام القرآن ج ۳ ص ۸۲)

حضرت امام بخاریؒ نے بھی مانعین زکوٰۃ اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس قتال کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب باندھ کر اس کی صراحت فرمادی۔

باب قتل من ابی قبول الفرائض و ما نسبوا الی الردۃ۔ ( صحیح بخاری ج۲ ص ۱۰۲۳)

"فرائض کی قبولیت کے منکر اور مرتد ہوجانے کی وجہ سے کسی کو قتل کرنا۔"

حضرت امام بخاریؒ کی بات آپ کے سامنے آگئی جو اسے ارتداد شمار کرتے ہیں محض بغاوت نہیں۔ اب امام بخاریؒ کے شیخ حضرت قبیصہؒ کا فیصلہ لگے ہاتھوں دیکھ لیجئے۔

ھم المرتدون الذین ارتدوا علی عھد ابی بکر فقاتلھم ابوبکر۔ ( صحیح بخاری ص ۴۹۰)

"یہ وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مرتد ہوگئے تھے اور ان سے حضرت ابوبکرؓ نے جنگ کی تھی۔"

## اہل باطل سے مقابلہ کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے اس طرز عمل سے واضح ہوگیا کہ اہل باطل سے مقابلہ کرنا ہر اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر پوری قوم اس کے لئے تیار نہ ہو تو بھی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ منکرین دین اور اہل باطل کے خلاف پوری قوت استعمال کریں۔ حکومت اپنے پاس نہ ہو تو علمائے کرام اور عوام صدائے احتجاج بلند کریں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ کون میرے ساتھ ہے اور کون نہیں؟ اعلائے کلمۃ الحق اور دین قیم کی حفاظت جس قدر ممکن ہوسکتی تھی اس سے کہیں زیادہ کر دکھائی۔

## ضروریات دین کے کسی ایک جز کا انکار کفر ہے

معلوم ہونا چاہئے کہ دین کے وہ احکام جو یقینی اور ناقابل انکار دلیلوں سے ثابت ہیں جن کو اصطلاح میں قطعی اور متواتر کہا جاتا ہے ان میں تفریق و تاویل کرنا یا اس کے کسی ایک حکم کا انکار کردینا پورے دین کی عمارت کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ دین کے کسی ایک جز کا انکار بھی کافر ہے۔ حضرت امام محمدؒ اپنی کتاب "السیر الکبیر" میں لکھتے ہیں۔

من انکر شیئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لا الٰہ الا اللہ۔ (السیر الکبیر ج۴ ص ۳۱۵)

"شرائع اسلام میں کسی ایک کا بھی جس نے انکار کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کو باطل کردیا۔"

یعنی اس نے ایمان چھوڑ کر کفر و ارتداد اپنالیا۔ اب اس کے بعد وہ نماز بھی پڑھے یا اسلام کا کوئی بھی عمل کرے اس کا اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ ایک رکن کا انکار سب کا انکار کردینا ہے اور حضرت اکبرؓ نے اس قسم کے لوگوں کو ارتداد کا مجرم قرار دیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ۔

"حضرات سلفؒ نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔"

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج۴ ص ۲۹۷۔ از عبقات ص ۲۸۳)

حضرات سلف کے نزدیک اس کی نظیر سیدنا صدیق اکبرؓ کا وہ واضح طرز عمل ہے جو آپ نے ابتداء میں ہی اپنایا اور جس پر حضرات صحابہ کرامؓ نے اجماع فرماتے ہوئے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

## شیخینؓ کے اختلافات کی نوعیت

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر حضرات صحابہؓ کے مابین ابتداء میں جو اختلاف ہوا وہ اصل مسئلہ میں اختلاف نہ تھا۔ سیدنا حضرت عمرؓ اور دیگر اصحابؓ کا یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ نہ دینا ایک بڑا جرم ہے اور فی الحال حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ سب کے ساتھ قتال کیا جائے اس لئے کہ دوسری جانب کفار اور مدعیان نبوت باطلہ بھی کھل کر میدان میں آچکے ہیں۔ ایسے حالات میں ان سے مڈبھیڑ ابھی مناسب نہیں۔ یہ ایک حکمت عملی اور مصلحت وقت کی بنیاد پر ایک رائے تھی۔ اصل مسئلہ سے اختلاف نہ تھا۔

مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست و بصیرت یہ کہہ رہی ہے کہ یہ صریح طور پر دین سے انحراف ہے اگر آج انہوں نے زکوٰۃ کی یہ تاویل کرلی تو کل نماز کے بارے میں بھی اس قسم کی تاویلات کا سہارا لیں گے اور اس طرح دین کی ساری عمارت کا نقشہ بدل دیا جائے گا مثلاً کل کچھ لوگ یہ کہہ دیں کہ نماز بھی تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص تھی، اور وہ اپنے استدلال میں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس اور دیگر آیات سے استدلال کرکے کہہ دیں گے اقامت صلوٰۃ کے مخاطب تو آپ ﷺ ہی ہیں۔ اس لئے جب آپؐ نہ رہے تو یہ بھی باقی نہیں رہی۔ اسی طرح دین کے دیگر احکام یکے بعد دیگرے ختم کئے جاسکتے ہیں (جس کی سازش آج کل منکرین حدیث کررہے ہیں)۔

سو جس طرح نماز کا حکم پوری امت کے لئے ہے اس کو صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ خاص کرنے کی یہ تاویل انہیں کفر و ارتداد سے نہیں بچاسکتی۔ اسی طرح خذ من اموالھم الآیۃ میں یہ تاویل ان کو کفر سے نہیں بچاسکے گی۔ یہ انکار ارتداد کے تحت آئے گا۔

قسط نمبر ۲

# مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی پوزیشن

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

## علم القرآن

"وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اس کی طرف سے جاری ہے۔ یہاں تک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کے لئے ہے وہاں بھی یہ آیت موجود ہے الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے۔"

(حقیقتہ الوحی ص۱۸۹۔ روحانی خزائن ص۱۹۶ ج۲۲ مع حاشیہ)

یہ استثناء تو اہل جنت کے لئے بھی ہے۔

۲۔ "یا ان قوموں میں سے ہو جو اسلام میں دوسری قوموں کے خادم اور نیچی قومیں سمجھی جاتی ہیں جیسے حجام' موچی' تیلی' ڈوم' میراثی' سقے' قصائی' جولاہے' کنجری' تنبولی' دھوبی' بھچوے بھڑ بھونجے' نانبائی وغیرہ۔"

(تریاق القلوب ص۲۹۔ روحانی خزائن ص۱۷۷ ج۱۵)

یہ خلاف قرآن مجید ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی معیار اور تصور نہیں ہے۔ وہاں تو یہ ضابطہ ہے۔

وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

## علم اللغت اور قادیانی

۱۔ "عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنی جس میں دو انس ہوں۔ ایک انس خدا کی اور ایک انس بنی نوع کی۔"

(مرزا کی کتاب نسیم دعوت ص۲۳)

۲۔ "خنزیر کا لفظ خنز اور ار سے مرکب ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اس کو بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔ خنز کے معنی بہت فاسد اور خراب اور ار کے معنی میں دیکھتا ہوں۔"

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص۳۴۔ روحانی خزائن ص۳۳۸ ج۱۰)

۳۔ "برزخ عربی لفظ ہے جو مرکب ہے برزخ اور رے سے جس کے یہ معنی ہیں کہ طریق کسب اعمال ختم ہو گئے۔"

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص۸۹۔ روحانی خزائن ص۴۰۳ ج۱۰)

حالانکہ یہ الفاظ مرکب نہیں مفرد ہیں۔ اس طرح تو ہر لفظ اور نام کا تجزیہ کر کے مفہوم کچھ کا کچھ بنایا جاسکتا ہے۔

۴۔ "زنجبیل دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی زنا اور جبل سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اس کے ترکیبی معنی یہ ہیں کہ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔"

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص۴۷۔ روحانی خزائن ص۳۸۶ ج۱۰)

اسی طرح کافور کا معنی بھی درج ہے۔

عرب محاورہ اور لغت میں یہ مجوزہ لفظ موجود نہیں۔ یہ صرف قادیانی دجال کی ذہنی اختراع ہے۔

۵۔ ("لفظ شہد کی بحث)..... یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے..... وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔"

(ملفوظات احمدیہ ص۲۱۷ ج۱)

سبحان اللہ! ایسے اشتقاق اگر صاحب صراح یا صاحب قاموس سن لیتے تو اس قادیانی دجال کو ضرور خراج تحسین پیش فرماتے۔ اے الو! شہد عربی لفظ نہیں عربی میں عسل ہے۔

۶۔ "محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پر ہو جانا ہے۔"

(ملفوظات اول ص۵۷)

واہ جی مرزا صاحب! کیا ہی وجد آمیز اور انگیز نکات لغت بیان ہو رہے ہیں۔

۷۔ "یا اسفا علی یوسف پس اس سے صرف نکلتا ہے کہ یوسف پر اسف یعنی اندوہ (غم) کیا گیا اس کا نام یوسف ہوا۔"

(ست بچن ص۱۹۳ کا متعلقہ حاشیہ۔ روحانی خزائن ص۳۰۶۔۳۰۷ ج۱۰)

۸۔ "ایسا ہی مریم کا نام بھی ایک واقعہ پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ جب مریم کا لڑکا عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ اپنے اہل و عیال سے دور تھی اور مریم وطن سے دور ہونے کو کہتے ہیں۔" (ایضاً)

قارئین کرام! کیا آپ نے ایسے لغوی لطائف سماعت فرمائے ہیں۔ یہ صرف خدائے یلاش اور صاعقہ کے بندے ہی کے کمالات ہیں جو کہ ہفت عجائبات سے بھی عجیب اور نادر ہیں۔

## علم العقائد اور قادیانی

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ۔

ا۔ "اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور نہیں ہوتے بلکہ ان کا کاروبار اپنے نفس تک ہی محدود ہوتا ہے۔"

(تریاق القلوب ص۱۲۶۔۱۲۷۔ روحانی خزائن ص۷۷ ج۱۵)

نبیوں کی یہ تقسیم محض مرزا قادیانی کی من گھڑت ہے۔ قرآن مجید تو ہر نبی کو مبلغ اور مصلح ہی قرار دیتا ہے (وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ) اسی طرح ہر ولی' عالم بلکہ ہر مسلم کو بھی حسب وسعت تبلیغ اور اصلاح خلق کی ہی تاکید ہے۔ بلغوا عنی ولو آیۃ

## خبط مرزا

"دوسرا ٹکڑا اعتراض کا کہ تقریر مذکورہ بالا سے خدا تعالیٰ کا اپنی مثل بنانے پر قادر ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قدرت الٰہی صرف ان چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے جو اس کی صفات ازلیہ ابدیہ کے منافی اور مخالف نہ ہوں بے شک یہ بات تو صحیح اور ہر طرح سے مدلل اور معقول ہے کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ کو کامل ہو اس چیز کو اگر چاہے تو پیدا بھی کر سکتا ہے لیکن یہ بات ہرگز صحیح اور ضروری نہیں کہ جن باتوں کے کرنے پر وہ قادر ہو ان سب باتوں کو بلا لحاظ اپنی صفات کاملہ کے کر کے بھی دکھا دے۔ ایسا ہی اس کی قدرت اس طرف رجوع نہیں کرتی کہ وہ اپنے تئیں ہلاک کرے کیونکہ یہ فعل اس کی صفت حیات ازلی ابدی کے منافی ہے۔ پس اس طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اپنا جیسا خدا بھی نہیں بناتا کیونکہ اس کی صفت احدیت اور بے مثل و مانند ہونے کی جو ازلی و ابدی طور پر اس میں پائی جاتی ہے۔ اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے۔ پس ذرا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہئے کہ ایک کام کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفات کاملہ امر منافی قدرت کی طرف توجہ نہ کرنا یہ اور بات ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ص۲۵۔۱۲۶)

## قدم نوعی کا اعتراف

"پس خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم ماننا پڑتا ہے۔ نہ شخصی طور پر یعنی مخلوق کی نوع قدیم سے چلی آتی ہے ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا تعالیٰ پیدا کرتا چلا آتا ہے سو اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہی قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے..... اور خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت شخصی ضروری نہیں۔"

(چشمہ معرفت ص۱۹۰۔ روحانی خزائن ص۲۱۸۔۲۱۹ ج۲۳)

یہ قدم نوع کا نظریہ ملحد فلاسفہ کا ہے۔ جسے قادیانی اپنی حماقت سے قرآن مجید کے ذمہ لگا رہا ہے اور یہی نظریہ (عدم قدم نوع و شخص) مرزا ایک جگہ خود بھی تسلیم کرتا ہے۔

(دیکھئے ملفوظات ص۳۴۲ ج۱)

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم و محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ

الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(تریاق القلوب ص ۱۳۰۔ روحانی خزائن ص ۴۳۲ ج ۱۵ طبع ربوہ)

یہاں بھی وہی کافرانہ اور ملحدانہ تفریق ہے حالانکہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ لانفرق بین احد من رسلہ۔

۵۔ "بل حیات کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقراء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عزو جل فلا تکن فی مریۃ من لقائہ۔ وانت تعلم ان ھذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰؑ فھی دلیل صریح علی حیات موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد ھذہ الآیات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتی فتدبر۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۴۔ روحانی خزائن ص ۲۲۱ ج ۷)

ارے جاہل فلا تکن فی مریۃ من لقائہ میں ہ کی ضمیر ذات موسیٰ کی طرف راجع نہیں بلکہ عطائے کتاب یعنی تورات کی طرف راجع ہے۔

۶۔ "ھذا ھو موسیٰؑ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین واما نزول عیسیٰؑ من السماء فقد ثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامۃ وخلاصتہ نا لا نجد فی القرآن شیئا فی ھذا الباب من غیر خبر وفاتہ الذی نجدھا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید۔"

(نور الحق ص ۵۰ ج ۱۔ روحانی خزائن ص ۶۹ ج ۸)

## اصول مساوات در اسلام

مرزا قادیانی اس سلسلہ میں تحریر کرتا ہے کہ۔

"ان قوموں میں سے جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور نیچی سمجھی جاتی ہیں جیسے حجام' موچی' تیلی' ڈوم' میراثی (یعنی میراثی)' سقا' قصائی' جولاہے الخ۔"

(تریاق القلوب ص ۲۶۔ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۵)

حالانکہ اسلام میں ایسی کوئی تفریق اور تمیز نہیں ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کا ضابطہ ہے۔

## علم منطق اور مرزا قادیانی

مرزا صاحب یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔

لمی دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل سے مدلول کا پتہ لگالیں جیسا کہ ہم نے ایک جگہ دھواں دیکھا تو اس سے ہم نے آگ کا پتہ لگالیا۔ (چشمہ معرفت ص ۵۶)

حالانکہ معاملہ اس کے الٹ اور برعکس ہے۔

"قیاسات سے جمیع اقسام میں سے استقراء کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اکثر یقینی اور قطعی مرتبہ سے اس کو انداز کر دیا جائے تو دین اور دنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جاتا ہے۔"

(جنگ مقدس ص ۷)

نیز لکھا ہے کہ۔

"اور کچھ شک نہیں کہ استقراء بھی اولہ یقینیہ میں سے ہے بلکہ جس قدر حقائق کے ثابت کرنے کے لئے استقراء سے مدد ملی ہے اور کسی طریق سے مدد نہیں ملی۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۸۸ طبع لاہور)

اسی واسطے صناعت منطق میں قضیہ ضروریہ مطلقہ سے قضیہ دائمہ مطلقہ کو اخص مطلق قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ جو دائمہ مطلقہ ہے قضیہ ضروریہ مطلقہ سے اسی واسطے اخص سمجھا جاتا ہے۔ (سرمہ چشمہ آریہ طبع لاہور ص ۷۹)

## علم فلسفہ اور مرزا قادیانی

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ۔

"یہی نقطہ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات اہل اللہ میں نفس نقطہ احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ ﷺ نام رکھتے ہیں اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اول کے نام سے یہی موسوم کیا گیا ہے۔" (سرمہ چشمہ آریہ ص ۱۷۱)

"علاوہ ازیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ علم طبعی کی رو سے جس کے مسائل مشہورہ محسوسہ ہیں ہمیشہ جسم معرض تحلیل و تبدیلی میں ہے ہر آن و سیکنڈ ذرات جسم بدلتے رہتے ہیں جو اس وقت ہیں وہ ایک منٹ کے بعد نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۱)

## علم مناظرہ اور مرزا قادیانی

مرزا قادیانی معمولی کتب پڑھ کر حصول شہرت اور ذریعہ معاش کے لئے پہلے میدان مناظرہ ہی میں اترا تھا۔ عیسائی' آریہ اور دیگر مذاہب سے الجتا رہا مگر کہیں بھی کامیابی نصیب نہ ہو سکی۔ اب دیکھئے کہ فن مناظرہ میں یہ صاحب کہاں تک درک رکھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

" "اول تقریر کرنے کا ہمارا حق ہو گا کیونکہ ہم معترض ہیں پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو چاہیں گے جواب دیں گے پھر ان کا جواب الجواب ہماری طرف سے گزارش ہو گا اور بحث ختم ہو جائے گی۔" (مکتوبات احمدیہ ص ۷۰ حصہ دوم)

فرمایئے پہل مدعی کی ہوتی ہے یا ناقض اور معترض کی؟ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب نے فن مناظرہ کی کوئی کتاب نہیں دیکھی!

"مناسب ہے کہ یہ سارا مضمون ایک ہی دفعہ پرچہ ہند میں درج ہو یعنی تین تحریریں ہماری طرف سے اور تین ہی آپ کی طرف سے ہوں اور ان پر دونوں منصفوں کی مفصل رائے درج ہو۔" ( مکتوبات احمدیہ ص ۲۲ ج ۲)

## مسلمانوں کی مردم شماری اور قادیانی قلابازیاں

مرزا صاحب اس سلسلہ میں بھی اپنی ہیرا پھیری اور مخبوط الحواسی سے باز نہ رہ سکے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

۱۔ "بیس کروڑ مسلمان دنیا میں مل رہے ہیں۔"

(آئینہ کمالات ص ۱۸۳۔ ۱۸۹۴ء)

۲۔ "آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں۔"

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۹ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

۳۔ "اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔" (نور القرآن ص ۷ حاشیہ طبع ۱۸۹۴ء)

۴۔ "نوے کروڑ مسلمان مختلف دیار و بلاد میں ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۷ طبع ۱۹۰۲ء۔ روحانی خزائن ص ۲۲۰ ج ۱۷)

۵۔ "انگریزوں نے سرسری مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی مگر جدید تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ دراصل مسلمان روئے زمین پر چورانوے کروڑ ہیں۔"

(ست بچن ص ۶۷۔ روحانی خزائن ص ۱۹۱ ج ۱۰)

۶۔ "اور ۹۹ کروڑ مسلمان اس کے غلام موجود ہیں۔"

(ملفوظات ص ۱۵۹ ج ۱)

قارئین کرام! مندرجہ بالا سنہ وار حوالہ جات پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ دراصل قادیانیت کس دجل و فریب کا نام ہے۔

باقی ص ۲۵ پر


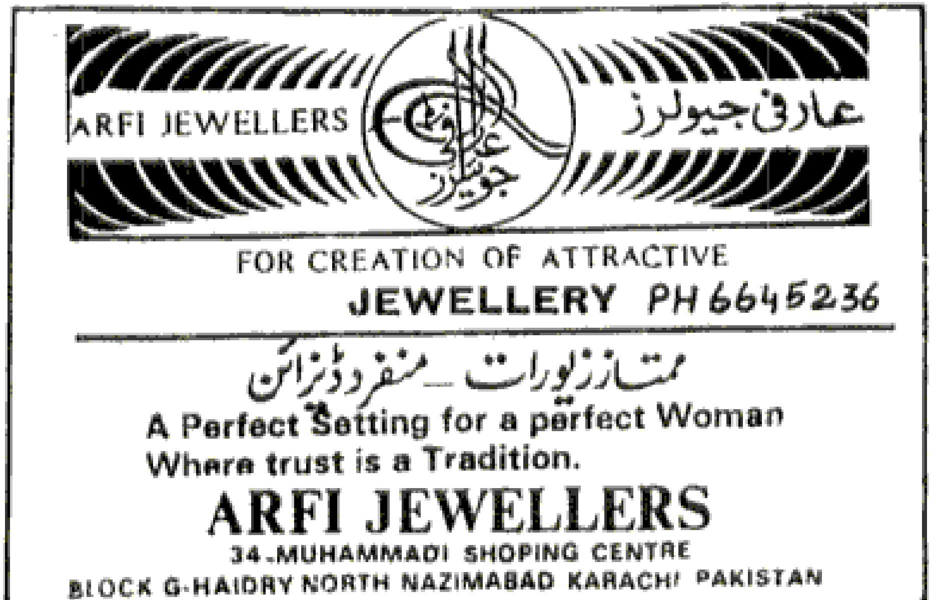

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

# حضرت درخواستیؒ کی مجالس کی خوشبو

## شرم و حیا کے پیکر حضرت درخواستیؒ

میں نے بچپن میں حضرتؒ کے متعلق اپنے آبائی گاؤں گڑنگ کے امام مولوی عبدالستار صاحب سے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت جبوڑی تشریف لائے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک بہت ہی زیادہ روتے رہے۔ سوال کرنے پر فرمایا جب میں استنجا کر کے غسل خانے سے اٹھا تو اوپر ایک مرغ تھا میں اس سوچ میں ہوں کہ شاید مرغ کی نگاہ نہ پڑی ہو۔ یہ تھے شرم و حیا کے پیکر جو مرغ کی نگاہ سے بھی شرم کرتے ہیں۔

## نہ یہ خطیب رہے گا نہ خطابت

حضرتؒ ایک مرتبہ مانسہرہ میں ایک مقام پر جلسہ سے خطاب کرنے تشریف لائے اور وہاں کے خطیب نے سیاسی وجہ سے جلسہ مسجد میں نہ کرنے دیا۔ حضرتؒ نے ایک میدان میں خطاب فرمایا اور فرمایا نہ یہ خطیب رہے گا اور نہ ہی یہ خطابت۔ چند سالوں بعد اس مسجد سے اس کو فارغ کر دیا گیا۔

**نوٹ :-** نام لکھنا جگہ اور خطیب کا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

## اقتدار ختم ہو جائے گا

مانسہرہ ہی میں ایک بہت بڑے جاگیردار کے علاقہ میں جلسہ تھا اور اس نے نہ کرنے دیا۔ آپؒ نے ایک دوسری جگہ خطاب فرماتے ہوئے کہا۔ اس جاگیردار کا اقتدار ختم ہوگا۔ کوئی سلام بھی نہیں کرے گا۔ ایک وقت آیا کہ وہ جاگیردار ایک شخص کے جنازہ پر گیا تو وہاں لوگوں نے لوٹوں کی راستے بھر بارش کی۔

## خدمت کا صلہ، مالدار بن گیا

مانسہرہ ہی کے ایک مخلص اور مرید نے آپ کی بہت خدمت کی تو دنیاوی لحاظ سے اور دینی لحاظ سے بھی بہت ہی اچھا ہو گیا۔ اس وقت بہت ہی اچھے رنگ میں ہے۔

## آسمان والا سایہ کرے گا

مانسہرہ ہی میں ایک جلسہ میں خطاب فرما رہے تھے۔ گرمی بہت ہی زیادہ تھی۔ آپ نے یوں فرمایا۔ زمین والو گھبرانے کی بات نہیں آسمان والا سایہ کرے گا سب کو سبحان اللہ۔ وہ دیکھو بادل آ رہے ہیں سب کو سبحان اللہ۔ چند لمحات کے بعد بادل آ گئے اور لوگوں نے خوب بیان سنا۔

## مدینہ والے ﷺ کے حکم سے آیا ہوں

سب سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں آپؒ کا خطاب مانسہرہ ہی میں سنا۔ جس میں آپؒ نے فرمایا میں مدینہ گیا اور وہاں سے مجھے حکم ملا کہ جاؤ بالاکوٹ سے دین اسلام کے نفاذ کی تحریک کا اعلان کرو۔ میں خود یہاں نہیں آیا، مجھے یہاں بلایا گیا ہے۔ یہ خطاب آپؒ کا جامع مسجد ناڑری مانسہرہ میں ہوا تھا۔

## سورۃ ملک میں ھو کا امتحان

مانسہرہ میں اسی جلسہ میں آپؒ نے قراء کرام سے عجیب و غریب سوال کئے۔ فرمایا بتاؤ سورۃ ملک میں ھو کتنی بار آیا ہے۔ مختلف جوابات آنے کے بعد ایک کونے سے صحیح جواب آیا تو فرمایا اللہ تم کو اتنے ہی بیٹے عطا فرمائے۔ سب کو سبحان اللہ۔ آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا تھا۔

۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء میں رسمی تعلیمی اختتام کے لئے محدث اعظم حضرت شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی خدمت میں گوجرانوالہ رہا۔ وہاں جب بھی حضرتؒ کا کوئی پروگرام ہوتا تو حاضری کے لئے میں جاتا تھا۔ اللہ والوں کی تمام اعلیٰ صفات آپؒ کے اندر موجود تھیں۔ جب آپؒ کے چہرۂ انور پر نگاہ پڑتی تو آدمی یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتا۔

## مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کا سانحہ ارتحال ایک عظیم قومی المیہ اور ناقابل تلافی ملی نقصان ہے

## مولانا مرحوم کی دینی، علمی اور سیاسی و سماجی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا

### جمعیت اہل سنت والجماعت متحدہ عرب امارات دبئی کی تعزیتی قرارداد

جمعیت اہل سنت والجماعت متحدہ عرب امارات دبئی کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس جمعیت کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحاق خان المدنی کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جمعیت کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد نعیم صاحب نے فرمائی اور جمعیت کے مرکزی رہنماؤں نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ جن میں مولانا محمد اسماعیل عارف، مولانا شاہ جہان اور مولانا سلطان محمد وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تعزیتی اجلاس میں حضرت درخواستی مرحوم کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا اور اسے ایک ایسا عظیم سانحہ اور ملی نقصان قرار دیا گیا جو ناقابل تلافی ہے کیونکہ مرحوم کی وفات سے ایک تاریخ، ایک دور اور ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا ہے وہ اسلاف کی ایک زندہ یادگار اور سچے نمونہ تھے۔ جنہوں نے کم و بیش پوری ایک صدی تک اسلام، علوم اسلامیہ اور فرزندان اسلام کی خدمت کے سلسلہ میں گرانقدر کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات کا یہ سلسلہ اپنے ملک ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ ان کا فیض کسی نہ کسی شکل میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا ہوا تھا۔ ملک میں اسلامی نظام زندگی کے قیام اور اسلامی اقدار کی بالادستی کے لئے جو طویل اور بھرپور جدوجہد حضرت مرحوم نے زندگی بھر فرمائی اس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ وہ ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے جن کا ہر طبقے، ہر حلقے اور ہر جماعت میں پورا احترام کیا جاتا تھا۔ اجلاس میں حضرت مرحوم کے لئے ترقی درجات کی اجتماعی دعا بھی کی گئی کہ اللہ پاک ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے سانحہ ارتحال سے پیدا ہونے والے خلاء کو اپنی خاص رحمت و عنایت سے پورا فرمائے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر این - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۴۵۵۷۳۰ ۔

محمد یونس میو صاحب

# امریکہ کی جنسی تعلیم اور عالم اسلام

قاہرہ میں ۵ تا ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء کو جو بہبود آبادی کے نام پر امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف جو اسٹیج سجایا تھا' اس ڈرامہ میں اہم کردار عالمی اداروں میں منصوبہ بندی کے یہودی ماہرین نے ادا کیا ہے' جن کو امریکہ کی اشیرباد حاصل ہے۔ کانفرنس کا ایجنڈا جو ایک سو تیرہ صفحات پر مشتمل ہے میں ایک خاص بات پرائمری سطح پر ہی بچوں کو جنسی تعلیم (تولیدی صحت) سے روشناس کرانا تھا' اس کانفرنس کے تحریکی پس منظر میں امریکہ اور یورپی ممالک کا اخلاقی' عائلی و معاشرتی نظام ہے جو اب مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے اور اب وہ چاہتے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

مگر ابھی تک عالم اسلام اور خاص طور پر پاکستانی قوم کو ڈبونے کا امریکی خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا' لیکن امریکہ خواص و عوام سے بالکل مایوس بھی نہیں کیونکہ گاہے بگاہے عرب و عجم کے عاقبت نااندیش حکمران اور سیاست دان اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں چنانچہ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ۔

پیوستہ رہ عمل سے امید زوال رکھ

امت مسلمہ کو زوال سے ہم کنار کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ مدت سے جو لائحہ عمل اختیار کئے ہوئے ہیں ان میں سب سے بڑا ہتھکنڈا مسلمان قوم کی اخلاقی اور جنسی بے راہ روی کی راہ ہموار کرنا ہے' اور یہ کام انہوں نے بڑی صفائی سے کیا ہے' ترقی کے نام پر پستی اور تعلیم کے نام پر تعلیمی مقاصد کا خون کرنا ان ہی عالمی اصلاح کاروں کا کارنامہ ہے۔

مخلوط تعلیم کے بعد اب عالمی سطح پر جنسی لٹریچر کی بلا روک ٹوک سپلائی' مانع حمل ادویات استقاط حمل' ہم جنس پرستی' مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور بچوں کو جنسی تعلیم جیسے مسلک اور مخرب اخلاق ایجنڈا کو امریکہ قانونی شکل دینا چاہتا ہے تاکہ یہ سارے کام حکومت کی سرپرستی میں ایسے ہوں جیسے اس کی مخلوط تعلیم کا پروگرام ساری دنیا میں جاری و ساری ہے۔ جی ہاں مخلوط تعلیم کا پیشرو امریکہ ہی ہے۔ کو۔ایجوکیشن کا لفظ امریکی نژاد ہے جو ۱۷۷۴ء میں پہلی بار یہیں استعمال کیا گیا' یہاں تعلیم کا تصور ہی مخلوط تعلیم کے ساتھ آیا تھا۔

یورپ نے امریکہ کی تقلید میں مخلوط تعلیم کو رواج دیا' انگلستان میں ۱۸۷۵ء اور ۱۹۵۲ء کے تعلیمی قوانین کے ذریعہ مخلوط تعلیم کو جائز قرار دیا گیا لیکن انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز کے مقالہ نگار کے بقول شرفاء اور معززین نے اپنے بچے اسکولوں میں بھیجنے کو پسند نہ کیا۔ یہاں ۱۹۲۵ء میں ۱۳۹۱ اسکولوں میں سے صرف ۱۳۹۴ اسکول مخلوط تھے۔

فرانس میں بھی نظام تعلیم بعض شرائط سے مشروط رہا ہے۔ ایک ماہر تعلیم کو فرانس میں پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ فرانس میں جب ۱۸۶۷ء میں تعلیم لازمی کی گئی تو قاعدہ یہ بنایا گیا کہ ہر پانچ سو کی آبادی میں لڑکیوں کا ایک علیحدہ اسکول لازماً" قائم کیا جائے۔ یہ مستقل اصول تھا کہ ۱۳سال کی عمر کے بعد ساتھ نہ پڑھایا جائے بلکہ علیحدگی عمل میں لائی جائے۔

جنوبی امریکہ کے ممالک میں اس کا رواج اس لئے ہوا کہ عوام اپنی غربت کے باعث اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں بھیجنے پر مجبور تھے اور یہ مخلوط اسکول تھے۔ روس (جو ماضی قریب میں ایک سپر طاقت تصور ہوتی تھی) میں انقلاب کے بعد جب مکمل مخلوط تعلیم کا تجربہ کیا گیا تو اس کے کو خاک نتائج کے پیش نظر اسے ترک کر دیا گیا۔

اور جب امریکہ اور یورپی ممالک میں مخلوط تعلیم کے اثرات کھل کر سامنے آ چکے ہیں تو امریکہ جیسا ملک خواتین کے لئے الگ یونیورسٹیاں قائم کر رہا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے محرک اعظم کی سوچ میں یہ تبدیلی کیوں آ رہی ہے؟ چند ایک امریکی اور یورپی مخلوط اداروں کی اخلاقی حالت کی ایک جھلک دیکھئے تاکہ ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں جو ہمارے ہاں اس قسم کے اداروں کے حق میں دبلے پتلے ہوئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ہوبرٹ ہر سکوز مختلف امریکی تعلیمی اداروں (اسکول' کالج) کے مفصل سروے کے بعد فرماتے ہیں کہ۔

"بڑے مخلوط کالجوں میں یا لڑکوں کے کالج کے قریب واقع لڑکیوں کے علیحدہ کالج میں ۸۰فیصد لڑکیاں کالج کی تعلیم ختم ہونے سے پہلے اپنی جنسی تعلیم ختم کر چکی ہوتی ہیں۔"

ورجینا امریکہ کی ایک اسٹیٹ ہے وہاں کے ایک چھوٹے اسکول کے بارے میں وہاں کی فارغ التحصیل طالبات کا کہنا ہے کہ ۷۵ سے ۸۵فیصد لڑکیاں جنسی تعلقات قائم کر چکی ہوتی ہیں۔

ایک امریکی جج لنڈ سے جو ڈنور کی عدالت جرائم اطفال کا صدر تھا' لکھتا ہے۔

"ہائی اسکول کی چار سو پچانوے (۴۹۵) لڑکیوں نے خود مجھ سے اقرار کیا کہ ان کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ ان میں صرف پچیس ایسی ہیں جنہیں حمل پڑ گیا۔" (پردہ ص۹۶)

اسی نوع کے ہزاروں واقعات ہیں جو دنیا بھر کے مخلوط اور نیم مخلوط تعلیمی اداروں کی روایت بن چکے ہیں۔ تفصیل کے لئے (پردہ' مولانا مودودی' اسلام کا نظام عفت و عصمت' مولانا ظفیر الدین اور احمد انس کا مقالہ مخلوط تعلیم) انسائیکلو پیڈیا آف برٹینکا کے مطابق مخلوط تعلیم سے مراد ایسی تعلیم ہے جو ایک جیسے مضامین ایک ہی وقت میں' ایک ہی جگہ پر' ایک ہی طریقوں سے ایک ہی نظام کے تحت دی جاتی ہے۔

اس تعریف کے مطابق ہمارے ملک میں یہ تعلیم ابھی اپنی مکمل صورت میں جلوہ افروز نہیں ہو سکی' ہمارے ہاں کے اعلیٰ سطح کے تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کے لئے نشستیں مقرر کر دی جاتی ہیں۔ ان کے میرٹ الگ ہوتے ہیں کلاس میں نشستیں بھی الگ ہوتی ہیں یا درمیان میں ہلکے پھلکے پردے آویزاں کر دیئے جاتے ہیں' بعض ڈیپارٹمنٹس میں اوپن میرٹ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے ایسے شعبہ جات میں لڑکیاں زیادہ اور لڑکے کم ہوتے ہیں۔ اب یہ طرز تعلیم یونیورسٹیوں' میڈیکل کالجوں' دیگر سرکاری و نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں بھی جاری ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں اپنے قدم جمانے کے بعد اب مخلوط تعلیم چھوٹے شہروں اور قصبوں کا رخ کر رہی ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان اداروں میں پڑھنے والے تمام لڑکے لڑکیاں اور بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ البتہ گمان یہی کیا جاتا ہے کہ اکثریت کے اخلاق متاثر ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب آصف حسین کی کتاب

Educated Pakistani Girl میں جو تفصیلات فراہم کی گئیں' وہ ترقی پسند والدین اور ہمارے ماہرین تعلیم کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ اس کتاب میں ایک لڑکی کا چشم دید واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک پارٹی کے موقع پر اس نے ساتھ کے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ایک جوڑا محبت کرنے میں مشغول تھا۔ اس قسم کے واقعات اب اس معاشرے میں کم نہیں ہیں۔ ان حالات میں امریکہ کو جنسی تعلیم دینے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ اگر اس کا ایجنڈا مسترد بھی کر دیا گیا تو بھی وہ جنسی تعلیم سے جو مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے' وہ بہت حد تک مخلوط تعلیم سے حاصل ہو رہے ہیں۔

اگر امریکہ عالم اسلام کی بربادی میں اپنی اتمام حجت کرنا چاہتا ہے تو اس کی مرضی ورنہ اب یہ کام مسلمان خود بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ۴۳ ملین ڈالر کی خطیر رقم خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی

# رواداری ـــ یا مذہبی غیرت کا جنازہ؟

آقائے نامدار فخر موجودات سرور کائنات ﷺ سے زیادہ دنیا میں حسن اخلاق کا مرقع، اخلاق فاضلہ کا مجموعہ، انسانیت کا ہمدرد، شفیق و خیر خواہ، انسانی حقوق کا علمبردار نہ تو کوئی آج تک پیدا ہوا اور نہ ہی پیدا ہوگا۔ آپؐ نے جس رواداری کا سبق دیا اور عملی مظاہرہ کیا زمانہ اس کی مثال لانے سے نہ صرف قاصر ہے بلکہ ناممکن! آپ نے یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر اقوام سے جو حسن سلوک فرمایا وہ اپنی مثال آپؐ ہے۔ اور آپؐ کے اخلاق حسنہ کی گواہی قرآن پاک نے دی ہے۔ لیکن جہاں اسلامی وحدت کو خطرہ لاحق ہوا تو آپؐ نے جس سختی سے دبایا اور معاہدہ توڑنے والی اقوام کو وہ سبق سکھایا جو رہتی دنیا تک کے لئے باعث عبرت ہے۔ آج کل بعض مغرب زدہ نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار، اسلام سے بیگانہ یہ بات تو بڑی ذھٹائی سے کہتے ہیں کہ قادیانیوں کا فیصلہ تو ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے کردیا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اب آپ انہیں دوسرے غیر مسلموں کی طرح جینے کا حق کیوں نہیں دیتے اور ان سے سوشل بائیکاٹ پر زور کیوں دیتے ہیں تو ہمارا جواب یہی ہوتا ہے کہ بھائی دوسرے غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں ہندو اپنے آپ کو ہندو تسلیم کرتے ہیں، سکھ اپنے آپ کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اسی طرح عیسائی یا یہودی اپنے آپ غلط عقائد کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ مسلمان ہیں جبکہ قادیانی اپنے غلط اور خود ساختہ عقائد کی وجہ سے کافر، مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں لیکن ان کا دعویٰ یہ ہے کہ پکے، سچے، صحیح مسلمان ہم ہی ہیں جبکہ قادیانیوں کے علاوہ باقی سب غیر مسلم ہیں۔ مرتد و کافر، کنجری کی اولاد ہیں خنزیر ہیں اور نہ جانے کسی غلیظ گالیاں مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو دی ہیں۔

یہاں ایک وکیل صاحب نے مجھے یہی کہا شاہ صاحب آپ جبکہ مسئلہ حل ہوچکا ہے آپ قادیانیوں کے ساتھ اتنی سختی کیوں برت رہے ہیں انہیں بھی معاشرے میں زندہ رہنے کا حق ہے۔ آپ صرف اتنی سی بات پر کہ وہ شعائر اسلام استعمال کرتے ہیں ان کے خلاف مقدمہ دائر کرادیتے ہیں۔ یہ اسلامی رواداری کے خلاف ہے۔ میں نے اس مغرب زدہ وکیل سے کہا بھائی آپ قانون دان ہیں ذرا یہ تو بتایئے کہ جب کوئی کمپنی یا کاروباری ادارہ اپنا ایک مخصوص نشان یا مانو بنالیتا ہے جس کو ٹریڈ مارک کہا جاتا ہے اگر کوئی دوسرا فرد یا ادارہ وہی ٹریڈ مارک استعمال کرے تو آپ اس کی خلاف جعل سازی کا مقدمہ درج کیوں کراتے ہیں اور قانونی کارروائی کیوں کرتے ہیں وہاں آپ کو رواداری کیوں یاد نہیں رہتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ تاجدار مدینہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی مذہبی رواداری کا دعویٰ اور مظاہرہ نہیں کرسکتا۔ میں نے جب چند واقعات عہد نبوی ﷺ کے پیش کئے تو پھر وہ وکیل صاحب آئیں بائیں شائیں کرنے لگے اور کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس میں شک نہیں اسلام نے رواداری کا سبق دیا ہے بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے جس طرح رواداری کا عملی مظاہرہ کیا اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ لیکن جہاں اسلامی وحدت کو خطرہ لاحق ہوا آپؐ نے وہ سخت گیری فرمائی کہ دوبارہ کسی کو جرات نہ ہوئی۔ اسلام غیر مسلم اقلیتوں کا تحفظ کرتا ہے لیکن اس وقت تک جبکہ غیر مسلم اسلامی حکومت کے وفادار رہیں۔ آئین کی پاسداری کریں باغی نہ ہوں۔ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوگی وہ ان کی جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ کرے اور اقلیت کا خیال رکھے۔ دنیا کا کوئی قانون اور کوئی بھی قوم یا حکومت ملک و قانون کے باغی کو معاف نہیں کرتا ایسی بے سروپا باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو اسلامی احکام سے ناواقف مغربی تہذیب کے دلدادہ یا سیکولر نظریہ کے حامل ہوتے ہیں جس طرح ملک کے چند سیاست دانوں نے بیانات دیئے تھے۔ آیئے ان واقعات کو دیکھیں جن میں نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم اقوام کو عبرتناک سزادی اور بعض دفعہ بائیکاٹ بھی کیا۔

۱۔ قبیلہ عرینہ کے اشخاص سرکار مدینہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام قبول کیا۔ یہ ایک بیماری میں مبتلا تھے۔ آپؐ نے انہیں ایک چراگاہ میں بھیجا جہاں بیت المال کے جمع شدہ اونٹ تھے اور آپؐ نے اس قبیلے سے فرمایا کہ جاؤ اونٹوں کا دودھ پیو اور پیشاب استعمال کرو چونکہ ان کی بیماری کا علاج ہی یہ تھا یہ قبیلہ گیا جب دودھ وغیرہ استعمال کیا تو تندرست ہوئے اور نہایت صحت مند اور موٹے ہوگئے انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے اور مرتد بھی ہوگئے۔ صحابہؓ نے تعاقب کیا پکڑ لیے۔ قید کرکے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپؐ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوادیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیں پھرائیں۔ تین دن تک دھوپ میں پڑے رہے۔ نہ تو انہیں پانی دیا گیا نہ کھانا۔ یہ تڑپتے سسکتے بالآخر وہیں مرگئے۔ کیا ہے کوئی ماں کا لال جو یہ کہہ سکے کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ رحمتہ للعالمین نے ظلم کیا۔ یہ مغربی تہذیب کے دلدادہ، جو انگریز کے ذہنی غلام ہیں آئے دن کہتے پھرتے ہیں کہ قادیانیوں پر ظلم ہورہا ہے ان کی شہری آزادیاں سلب کرلی گئی ہیں ان کے پاس مندرجہ بالا واقعے کا کیا جواز یا جواب ہے۔ کیا رواداری کا مطلب یہ ہے کہ مٹھی بھر غیر مسلم اقلیت تو دندناتی پھرے، مسلمانوں کی دل کھول کر دل آزاری کرے۔ اسلامی شعائر کا مذاق اڑائے، مسلمانوں کو گالیاں دے، کافر و مرتد کہے ان کے حقوق چھین لے۔ جب مسلم اکثریت قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا حق لینے کی کوشش کرے تو یہ ظلم کہلائے۔ بقول شاعر:

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ اعمال میں ہے

دراصل یہ لوگ مذہب سے بیگانہ، ناآشنا، جاہل ہوتے ہیں، مذہبی غیرت نام کی چیز تو ان کے پاس ہوتی نہیں۔ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم اپنے آپ کو روشن خیال اور تعلیم یافتہ ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

۲۔ مدینہ منورہ میں بنی قریظہ کے یہودیوں نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے محلے کا محاصرہ کرلیا۔ کئی ہفتے محاصرہ جاری رہا۔ کھانے پینے کی اشیاء تک یہودیوں کے پاس پہنچنے سے روک دی گئیں۔ ان کی املاک کو مسلمانوں نے نقصان پہنچایا ان کے باغات جلائے گئے۔ حتیٰ کہ وہ ہتھیار ڈال کر نبی کریم ﷺ کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہوگئے۔ حضرت سعد بن معاذؓ کو یہودیوں نے ثالث مان لیا کہ جو فیصلہ یہ فرمادیں ہمیں منظور ہوگا چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ نے یہود بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ دیا کہ ان کے نوجوان مردوں کو قتل کردیا جائے۔ تو سو کے قریب یہودی مردوں کو قتل کیا گیا۔ یہودیوں کو قتل کے بعد گڑھے میں پھینکا گیا۔ یہودی عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو قیدی بناکر صحابہ کرامؓ میں بطور مال غنیمت تقسیم کردیا گیا کیا یہ فیصلہ انسانی حقوق کے خلاف تھا۔ خود نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں سعد بن معاذؓ نے یہ فیصلہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے تین ایسے صحابہ جو سابقین الاولین میں شامل ہیں بدری ہیں، چھوٹی سی لغزش ان سے سرزد ہوئی نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو ان کے سوشل بائیکاٹ کا حکم دیا۔ صرف اس وجہ سے کہ غزوۂ تبوک میں یہ تین مخلص صحابہؓ شرکت نہ کرسکے۔ جن میں سعد بن مالکؓ، ہلالؓ بن امیہ، مرارۃؓ بن ربیع کا اتنا شدید بائیکاٹ کیا کہ ان تینوں صحابہؓ کی بیویاں بھی اپنے ماں باپ کے گھروں میں چلی گئیں اور یہ تینوں صحابہؓ کی حالت یہ تھی کہ مدینہ میں کوئی مرد یا فرد ان سے نہ تو بات چیت کرتا نہ سلام کرتا نہ سلام کا جواب دیتا۔ بالآخر ان کے بائیکاٹ ختم کرنے کا حکم خود خالق کائنات نے نہ دیا۔ غور طلب بات تو یہ ہے کہ یہ تینوں صحابہؓ تھے ان کا بائیکاٹ کیوں کیا گیا۔ ایک مسلمان تو بخوبی جان سکتا ہے لیکن جس کے دماغ میں مغربی ہوائیں چل رہی ہوں اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئے گی۔

۳۔ ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں دنیا کی ۱۴۰ نمائندہ مسلم

نگیوں نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ یہ مسلمان برادری کا فیصلہ تھا۔ مرزائی اسلام اور ملک دونوں کے باغی ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے منتخب نمائندوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہوں (لاہوری، قادیانی) کو صفائی کا موقع دینے کے بعد مرزا قادیانی آنجہانی کی مغلظ تحریروں کی روشنی میں کافر قرار دیا تھا۔ اگر قادیانی اپنی اس حیثیت کو تسلیم کرلیں اور قانون کی بالادستی مان لیں تو ہماری قادیانیوں سے کوئی پرخاش نہیں جس طرح دیگر غیر مسلم اقلیتیں پاکستان میں نہایت امن' چین' سکون سے رہ رہی ہیں لیکن آپ کسی بھی قادیانی سے پوچھیں تو اس کا جواب یہی ہوتا ہے کہ حکومت کے کافر قرار دینے سے ہم تھوڑے ہی کافر ہوگئے ہم تو مسلمان ہیں غیر مسلم تو وہ ہیں (نعوذ باللہ) جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ یہ تو "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی بات ہوئی۔ یعنی اگر مسلمانوں کو مرزائی کافر کہیں تو ان انسانی حقوق کے ٹھیکیداروں کی پیشانی پر بل بھی نہ پڑیں اور اگر مسلمان مرزائیوں کے کفریہ عقائد کو غلط بتائیں تو ان لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگیں۔ کتنی عجیب بات ہے۔ ہندو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام نہیں سمجھتے۔ سکھ اپنے غلط عقائد کو اسلام کے نام سے منسوب نہیں کرتے۔ مرزائی اپنے کفریہ عقائد کو خالص اسلام کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ میں ان وکلاء سے پوچھنے کا یہ حق رکھتا ہوں کہ جو مذہبی رواداری یا انسانی حقوق کا نام لے کر قادیانیوں کا دفاع کرتے ہیں آیا مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں ان لوگوں کو کنجریوں' خنزیروں اور کتوں کی اولاد لکھا ہے جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ تو آیا وہ وکلاء بھی ان گالیوں کی زد میں آتے ہیں یا نہیں آتے؟ کسی کو ماں بہن کی گالی دینے والوں کے ساتھ آپ کیا رعایت کرسکتے ہیں؟ اس وقت آپ کی رواداری کا پتہ چل جائے گا۔

## تحریک ختم نبوت جلد سوم

### زیر ترتیب ہے' تحریری و تقریری مواد ارسال فرمادیں

الحمدللہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی پہلی جلد جو ۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۴ء کے حالات و واقعات پر مشتمل تھی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی دوسری جلد جو قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی تفصیل پر مشتمل تھی' دونوں جلدیں شائع ہو کر ختم ہوچکی ہیں۔ اب تیسری جلد جو سانحہ ربوہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے فیصلہ قومی اسمبلی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پر مشتمل ہے' ترتیب دی جارہی ہے۔ اس زیر ترتیب جلد میں تحریک کی پورے ملک میں صورتحال' افتاد' حالات' واقعات' گرفتاریاں' احتجاج' بائیکاٹ' مقدمات غرضیکہ کوئی اہم واقعہ ہو اس میں آنا چاہئے۔ پہلے بھی ایک دو دفعہ اعلان کیا گیا' ساتھیوں نے بہت کم توجہ فرمائی۔ اب دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' شیعہ بلا تفریق جس شخص نے اس تحریک میں جتنا بھی قادیانی فتنہ کے خلاف کام کیا' اس کی ترتیب و اشاعت ضروری ہے تاکہ تاریخ مکمل ہو۔ ملک بھر کے تمام مکاتب فکر' رفقاء' جماعتی کارکنوں' مبلغین اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات سے استدعا ہے کہ فوری طور پر جو مواد بھجوا سکتے ہیں' بھجوا کر ممنون احسان فرمائیں۔ فوری توجہ کی درخواست ہے۔ دعا بھی فرمائیں کہ حق تعالیٰ اسے خیروخوبی سے مکمل کرنے کی محض اپنے فضل سے توفیق عنایت فرمائیں (آمین)۔

العارض فقیر اللہ وسایا دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان


جبار کارپٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ • مون لائٹ • بلال کارپٹ •
لیونائیٹڈ کارپٹ • ڈیکورا کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعائت

۴۳۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

## اقوال زریں

○۔۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں(القرآن)

○۔ حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں سے ملے لے لو(الحدیث)

○۔ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون' قارون اور کفار کی(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

○۔۔ ضائع ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے(حضرت عثمان غنیؓ)

○۔۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی نگہبانی تمہیں کرنا پڑتی ہے جبکہ علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے(حضرت علیؓ)

○۔۔ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے(حضرت حسینؓ)

○۔۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا(حضرت علیؓ)

○۔۔ مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو(حضرت علیؓ)

○۔ تمام نیکیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور اس پر عمل کرنا پھر دوسروں کو سکھانا ہے(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

○۔ حلال روزی کمانے والے کے دل کو خدا نور سے بھر دیتا ہے(شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ)

○۔ بار بردار گدھے اور بیل مردم آزار آدمیوں سے بہتر ہیں(شیخ سعدیؒ)

ملک محمد یونس علی خان' ڈیرہ اسماعیل خان

## بقیہ: مرزا قادیانی کی علمی پوزیشن

برادران اسلام! مندرجہ بالا حیرہ علوم و فنون کے بارے میں مرزا قادیانی کی علمی قابلیت کے نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ جس سے اہل علم حضرات اس کی علمی پوزیشن کا خوب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اب مرزا کا دعویٰ اور ضابطہ کہ صاحب الہام اور امام زمان کے لئے مضبوط علمی پوزیشن درکار ہے تو یہ منبع علوم و معارف اور مدعی الہام و امامت جب علمی لیاقت سے اتنا تہی دست ہے تو صرف اسی ایک دلیل سے ہم اسے متروک و مطرود قرار دیتے ہوئے اس کے ہر ایک دعویٰ کو محض دجل و فریب قرار دیتے ہیں۔ پھر ہم نے ازخود اس کی یہ تنقیص نہیں کی بلکہ اس کے اپنے ہی طے کردہ ضابطہ سے یہ کارروائی پیش کی ہے لہذا اب ہم اس اپیل اور اعلان میں سو فیصد حق بجانب ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے ہر دعویٰ اور بات میں سو فیصد جھوٹا ہے۔ اس لئے ہر قادیانی اس سے اپنی جان چھڑا لے نیز دیگر کوئی شخص قادیانیوں کے چکر اور دھوکہ میں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایسے دجال کے جال میں پھنسنے سے بچائے(آمین)۔

## بقیہ: انسانیت منزل بہ منزل

اور نبیوں کا بالکل بھلادیا۔

کیونکہ قرآن حکیم کا موضوع تاریخ نہیں ہے اس کا موضوع ہدایت اور رہنمائی ہے۔ پس تاریخ کی حیثیت سے تو ان فراموش کردہ نبیوں کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ تاریخ قرآن حکیم کا موضوع نہیں ہے اور نبی کی حیثیت سے ان کا تذکرہ اس لئے بے سود تھا کہ جن کے سامنے ان کے کردار کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا تھا وہ ان کو قطعاً" بھلا چکی ہے یا اگر جانتی ہے تو نبیوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ اوتار یا فلسفی کی حیثیت سے۔

مثلاً" کرشن جی یا رام چندر جی' ممکن ہے نبی ہوں مگر ان کو ماننے والے ان کو نبی کی حیثیت سے نہیں مانتے۔ لہذا کسی استدلال میں نبی کی حیثیت سے ان کا نام لینا بے سود تھا۔ البتہ عیسائی اور یہودی اگرچہ راہ استدلال سے بہت کچھ ہٹ چکے تھے اور اصل تعلیم کو تقریباً" مسخ کر چکے تھے لیکن وہ سلسلہ نبوت کے قائل تھے۔ اور یہودی گرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے مگر عیسائی ان سب کو مانتے تھے جن کا تذکرہ بائبل میں ہے۔ لہذا قرآن پاک میں انہیں انبیاء علیہم السلام کی مثالیں پیش کی گئیں۔ اور انہیں کے تعلیم و کردار سے استدلال کیا جن کا تذکرہ توریت یا انجیل میں ہے۔

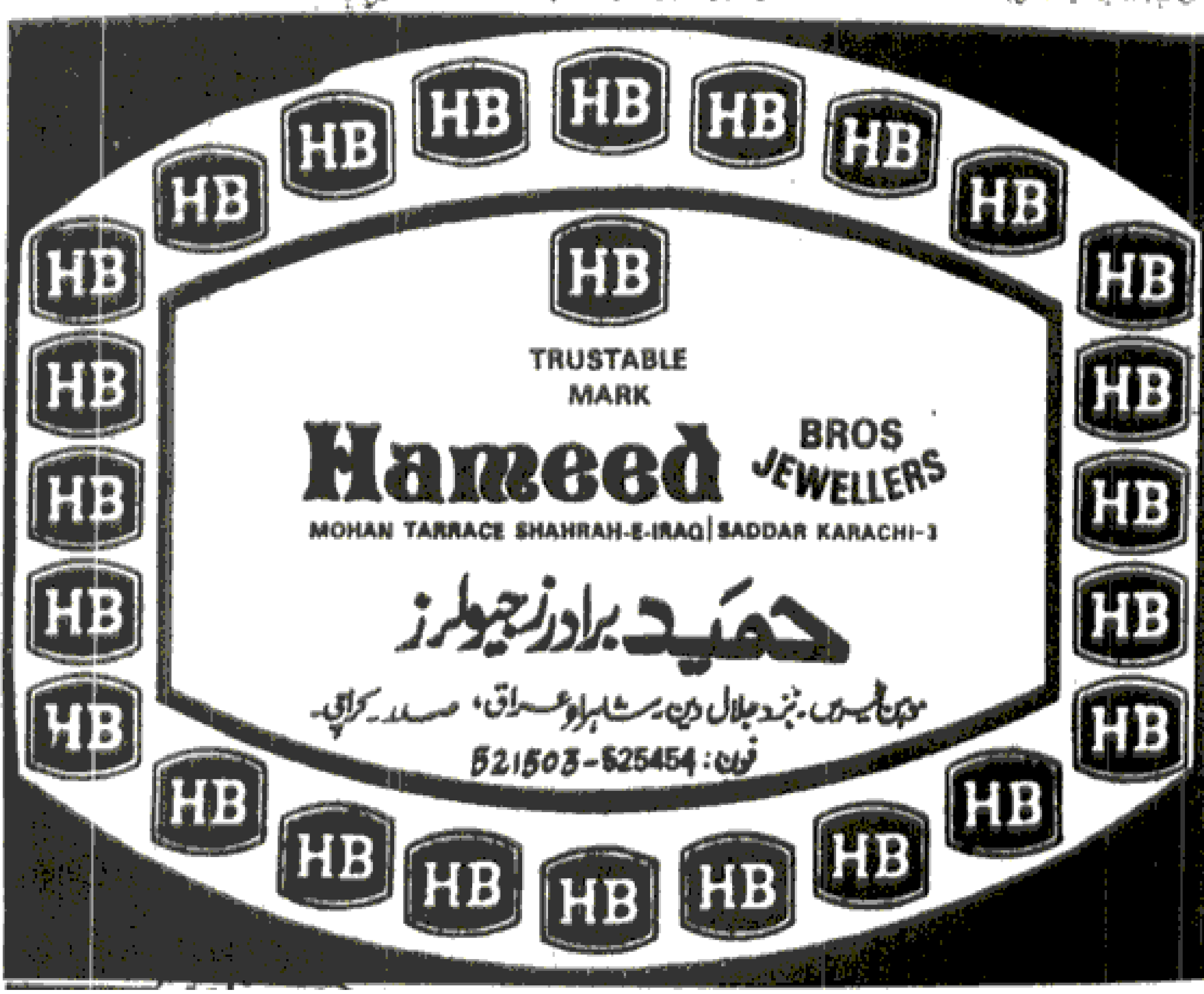

نہایت موثر اجزاء کے اضافے کے ساتھ
نئے اسٹرپ پیک میں
Sualin
A HERBAL CURE FOR COUGH COLDS AND BRONCHITIS
DOSES
ONE TO TWO TABLETS FOUR TIMES A DAY
نئی، مفید ترین
سُعالین
گزشتہ ساٹھ سال سے انکشافاتِ حاضرہ اور اکتشافاتِ جدیدہ سے ہم آہنگ
کھانسی، نزلہ و زکام کے لیے سب سے مفید اور سب سے موثر کھانسی کی ٹکیاں
انکشافاتِ ماضی اور اکتشافاتِ جدیدہ نے ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ نباتات ہی ہیں جو جسمِ انسانی میں کوئی غیر طبعی ہنگامہ آرائی کیے بغیر شفائے امراض کا سامان کرتی ہیں۔
ہمدرد اس اندازِ فکر کا پُرجوش حامی رہا ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر۔ تحقیقاتِ نباتات کو ہمدرد نے اپنا موضوع بنائے رکھا ہے۔
آج ساری دنیا بھرپور اعترافات کے ساتھ نباتات سے شفائے امراض پر متوجہ ہو چکی ہے۔ اسی لیے سُعالین جس طرح پاکستان میں ایک بہترین دوائے شافی کے طور پر مقبول ہے اسی طرح دنیا بھر میں سُعالین کو قبولِ عام حاصل ہے۔
خاص طور پر تیار کردہ نئی اسٹرپ پیکنگ تاکہ سُعالین کے نازک ضروری اجزاء مکمل طور پر محفوظ رہیں
اور استعمال پر سُعالین تیر بہدف ثابت ہو۔
مدینۃ الحکمۃ
تعلیم سائنس اور ثقافت
کا عالمی منصوبہ
آپ ہمدرد دوست ہیں۔
اعتماد کے ساتھ مصنوعات
ہمدرد خریدتے ہیں۔
جائز منافع بین الاقوامی شہر
علم و حکمت کی تعمیر میں لگ
رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں
آپ بھی شریک ہیں۔
جب کھانسی کا ٹھسکا ہو، ایک ٹکیہ
سُعالین منہ میں ڈال کر چوسیے۔
منٹوں میں راحت پائیے۔ ہر قسم کی
کھانسی کے لیے مفید ترین۔ سُعالین
سُعالین جوشاندے کا جوہر ہے۔
تین ٹکیاں گرم پانی میں ڈال کر
نوشِ جاں کیجیے۔ نزلہ، زکام اور
کھانسی سے راحت پائیے۔
سعالین
SUALIN
سعالین اسٹرپ کے علاوہ
پچاس قرص کی شیشی میں
بھی دستیاب ہے۔
ہمدرد
Adarts-SUA-1/93

# آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

## ریمانڈ کی شرعی حیثیت

**سوال :-** سوال حذف کردیا گیا۔

**جواب :-** موجودہ دور میں پولیس جس طرح ملزم پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑ کر ریمانڈ لیتی ہے وہ ناقابل بیان ہے' جن لوگوں کو یہ بھیانک اور انتہائی ظالمانہ منظر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا شرعی طریقہ اقرار کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ شاید موجودہ نام نہاد "حقوق انسانی کمیشن" کے احترام انسانیت کے بلند روانہ نظریہ کے بھی بالکل خلاف خالص درندگی اور تذلیل انسانیت ہے۔ چنانچہ اس پر تشدد طریقہ سے چور کا کیا ہوا اقرار فقہی قواعد کی روشنی میں ناقابل اعتبار ہے بلکہ اس غیر اسلامی اور غیر انسانی طریقہ کار کے اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی خدا ترس عادل حاکم محسوس کرے کہ یہ شخص حالات و قرائن کی رو سے واقعتاً "چور ہے مگر اس پر نہ تو شرعی بینہ ہے اور نہ وہ شخص اقراری کرتا ہے تو ایسی صورت میں حاکم مجاز ہے کہ تہدید اور ضرب خفیف کے ساتھ اس کا ریمانڈ لے اور اقرار سرقہ کروائے' اب اگر وہ شخص اقرار کرلے تو شرعاً" اس کا یہ اقرار قابل اعتبار ہوگا۔ ہکذا فی کتب الفقہ واللہ اعلم۔

## تین طلاق

**سوال :-** زید کا تعلق فقہ حنفیہ اہل سنت والجماعت سے ہے۔ اس نے اپنی بیوی کو بعالم ہوش و حواس بلاجبر تین طلاق تحریری طور پر دے دی ہے جبکہ لڑکی والے کہتے ہیں کہ موجودہ عائلی قوانین کے تحت جب تک چیئرمین کے یا عائلی کورٹ میں طلاق جا کر نہ دی جائے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس حوالہ میں انہوں نے پاکستان ٹی وی صبح کی نشریات (قانونی مشورے) کا حوالہ دیا جس میں کہا جاتا ہے کہ جب تک چیئرمین کو مطلع نہیں کیا جاتا طلاق مغلظہ بھی واقع نہیں ہوتی۔ جبکہ لڑکے کا موقف ہے کہ حنفی مسلک کے تحت طلاق مغلظہ ہو گئی ہے۔ مگر لڑکی والے اس کو نہیں مانتے۔

۱۔ کیا تین طلاق کے بعد طلاق مغلظہ ہو گئی؟

۲۔ کیا موجودہ عائلی قوانین صحیح نہیں اور چیئرمین کے بغیر طلاق نہیں ہوگی؟

۳۔ کیا لڑکا اپنے مطلقہ ماں کو اپنے باپ کے ہمراہ ایک مکان میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ باپ اکثر بیمار رہتا ہے۔ اولاد پر بھی تیمارداری فرض ہے؟

**جواب :-** صورت مسئولہ کے مطابق تین طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہیں اب بغیر تحلیل شرعی دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ جب شرعاً" طلاق مغلظہ ہو چکی تو باپ (سابقہ خاوند) کے ساتھ رکھنے کا کیا مطلب؟ یہ قطعاً" غلط ہے۔ باقی رہے عائلی قوانین یہ خالص غیر اسلامی ہیں' قرآن و سنت کے واضح قوانین کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

## مرتد کا نکاح اور طلاق

**سوال :-** ۱۔ ایک مسلمان ماں باپ کے روایتی مسلم بیٹے کا نکاح تیرہ برس قبل ایک لڑکی سے ہوا۔ ایک دو برس کے بعد ہی اس نوجوان نے دین اسلام سے اپنی بیزاری اور علیحدگی کا اظہار شروع کردیا۔ خدا اور رسول کریم ﷺ اور جنت دوزخ کو ڈھکوسلہ بتانے لگا۔ کیا اس کا نکاح قائم رہا؟

۲۔ اب سے ۳ برس قبل اس نے تین طلاقیں ایک مجلس میں دے دیں پھر ایک اہلحدیث عالم کی رائے کی مدد سے رجوع کرلیا (مرتد خیالات کا اظہار اپنی جگہ جاری تھا) تقریباً ۵ ماہ قبل ۸' ۱۰ افراد قریبی اعزا کی موجودگی میں پھر تین طلاق دے دی۔ لڑکی عدت میں بیٹھ گئی وہ خرچہ اٹھاتا رہا اور خود باپ کے گھر رہا۔ عدت کے بعد (بچوں کی خاطر) بعض قریبی عزیزوں کے مشورہ سے پھر نکاح کرلیا (بغیر حلالہ کرائے) کیا یہ نکاح صحیح ہوا؟ کیا حلالہ کرانا ضروری ہے؟ کیا ان عقائد کے ہوتے ہوئے قریبی اعزا اور اہل محلہ اس سے تعلق رکھیں یا قطع تعلق کرلیں؟

**جواب :-** اگر کسی عورت کا خاوند معاذ اللہ اسلام سے بیزاری کا اظہار کرے اور مرتد ہو جائے تو باجماع آئمہ اربعہ و باتفاق جمہور فقہاء اس کا نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے' قضائے قاضی اور حکم حاکم کی بھی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ صورت مسئولہ میں یہ نالائق شخص اپنے عقائد کفریہ اور کلمات باطلہ کی وجہ سے مرتد ہو چکا اس لئے یہ نکاح فی الفور ختم ہو گیا اور چونکہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہے اس لئے مرد پر پورا مہر لازم ہے اور عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ بھی مرد پر لاگو ہوگا۔ کما فی الدر المختار و سائر الکتب الفقہ کذا فی جواہر الفقہ لمفتی اعظم ص۳۶ ج۲۔ اب تک چونکہ جدائی نہیں ہوئی اس لئے زوجین میں فوراً جدائی کردی جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

۲۔ چونکہ اس مرتد کا نکاح ارتداد کی وجہ سے پہلے ہی فسخ ہو چکا ہے اور وہ عورت اس کی شرعاً" منکوحہ ہی نہیں رہی تو اس کی طلاق ثلثہ کی کارروائی غیر مؤثر اور لغو کی لہٰذا یہ مرتد شخص اپنے عقائد کفریہ سے سچی توبہ کرکے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرلے' حلالہ شرعی کی ضرورت نہیں' اس شخص کو اعزاء و اقرباء اور مسلمان اہل محلہ توبہ پر مجبور کریں اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو مسلمان خاتون کو اس ملعون سے بزور بازو علیحدہ کرکے اس شخص سے ہر طرح مکمل بائیکاٹ کردیں' جو مسلمان اس خبیث سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا اس کے بھی سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔

## تنخواہ جائز نہیں

**سوال :-** ۱۔ کیا فرض نماز رات کے اندھیرے میں پڑھی جائے تو جائز ہے یا روشنی کا ہونا لازمی ہے؟

۲۔ میں قرآن شریف کی تعلیم دیتا ہوں مجھے جو تنخواہ دیتا ہے وہ سود سے پیسے لیتا ہے اور میرا کھانا بھی اس کے گھر سے آتا ہے۔ کیا میرے لئے یہ تنخواہ اور کھانا جائز اور حلال ہے یا حرام؟

۳۔ مہینے میں معلم کو چھٹیاں کتنی کرنا جائز ہیں؟

۴۔ میں ہر روز صبح کو سورۃ یاسین کا دور کرتا ہوں اب کچھ دن ہوئے ہیں میں اس کو صبح صادق سے پہلے تہجد میں پڑھ لیتا ہوں۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے یا نہیں؟ ایک نماز میں سورۃ مکرر ہوگئی ہے دوسری نہیں پڑھتا ہوں مکروہ تو نہیں ہوا؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ نماز تہجد پڑھنے کی حالت میں اس آیت پر پہنچتا ہوں تو وامتازوا الیوم ایها المجرمون یہ آیت پڑھ کر پھر آگے سے شروع کرتا ہوں یا اپنی زبان میں کوئی اور دعا مانگتا ہوں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

۵۔ کچھ دعائیں صبح شام کی پڑھنے حدیث شریف میں آئی ہیں اب آپ یہ بتائیں کہ صبح کا آخری وقت کون سا ہے جو یہ دعائیں پڑھی جائیں تو صبح کے وقت میں داخل ہو جائیں گی اور شام کا وقت کس وقت سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت شام کا کون سا ہے جو یہ دعائیں پڑھی جائیں تو شام کی دعاؤں میں شامل ہو جائیں۔

**جواب :-** ۱۔ قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز جائز ہے۔

۲۔ یہ تنخواہ جائز نہیں۔

۳۔ جتنی چھٹیاں اس کی طے کردی جائیں جائز ہیں۔

۴۔ سورۃ یاسین تہجد میں پڑھنا جائز ہے۔ خواہ مکرر ہو مگر اپنی زبان میں نماز کے اندر دعا نہ کی جائے۔

۵۔ بہتر وقت فجر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد ہے۔ ویسے جب بھی موقع ملے پڑھ لی جائے۔

●●

# سیٹلائٹ کے ذریعہ قادیانیت کی ارتدادی تبلیغ مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ

قادیانی گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہے) سیٹلائٹ کے ذریعہ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ٹیلی ویژن پر دنیا بھر میں اسلام کے موضوع پر مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کر رہا ہے۔ پروگرام کے آغاز پر خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے دو مینارے اور اس کے درمیان جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ یوں مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام ایک صحیح اور خالص اسلامی پروگرام ہے اور یہ کہ قادیانیت دراصل اسلام کا ایک حصہ ہے۔ حالانکہ اب یہ حقیقت کھل چکی ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کی بنا پر امت مسلمہ نے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر، مرتد اور زندیق قرار دیا اور آج تک امت مسلمہ، قادیانی گروہ کو کافر و مرتد تصور کرتی ہے۔

قادیانی گروہ کا "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ٹیلی ویژن پر نشریات جاری کرنا، مذہب کے نام پر سب سے بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اس لئے ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس اشتہار کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیت کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رابطہ عالم اسلامی نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۷۴ء مکہ مکرمہ اور حکومت پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانی مذہب کیا ہے؟ ان کے عقائد و عزائم کیا ہیں؟ اور یہ کس طرح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں، یہ جاننے کے لئے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور ہمارے مراکز و دفاتر سے رابطہ کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان، پاکستان۔
فون۔ ۰۶۱-۵۴۰۹۷۸
۰۶۱-۵۸۳۳۴۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH : 0171-737-8199
FAX : 0171-978-9067